

بے شک یہ خداوند عالم کا اتارا ہوا کلام ہے۔ (سورہ اشعرا، ۱۹۲)

# معجزات قرآنی



ہارون یحییٰ



## پچاس کتاب کے بارے میں

چودھ صدی پہلے خدا مہاجل نے انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن نازل فرمایا اور حق کی تلاش کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع ہونے کا حکم دیا۔ اپنے نزول کے دن سے روز قیامت تک یہی مقدس کتاب تمام انسانیت کی رہنمائی کا واحد ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم کا منظرہ انداز بیان اور حکیم دہائی اس کا عین ثبوت ہیں کہ یہ کام الہی ہے۔ قرآن کی ایک ایک صفت یہ ثابت کرتی ہے کہ بے شک یہ خدا مہاجل ہی کا کلام ہے، کسی انسان کا کام نہیں۔ قرآن حکیم کی ایک لہریں صفت اس میں بیان کئے گئے وہ سائنسی حقائق ہیں جن کا آج سے پہلے ہائیکمن و تھا۔ مگر قرآن نے چودھ سو برس پہلے انہیں بیان کر دیا۔

بلاشبہ قرآن پاک سائنس کی آئینی کتاب نہیں ہے، لیکن اس میں بیان کئے گئے بہت سے سائنسی حقائق جو بیسویں صدی کی ترقی اور ٹیکنالوجی ہی کی بدولت دریافت ہوئے ہیں، قرآن حکیم کے نزول کے وقت ان سائنسی حقائق کا جاننا اور دریافت کرنا ممکن ہی نہ تھا۔ یہ حقیقت اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ قرآن پاک خدا کا کلام ہے۔

اگر نظر کتاب "عجرات قرآنی" میں آپ قرآن پاک کے سائنسی حقائق کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں بیان کئے گئے ایسے حقائق بھی جان سکیں گے جن کا تعلق تاریخ اور مستقبل سے ہے۔

## بارون بھنگی کے بارے میں

اس کتاب کے مصنف بارون بھنگی 1956ء میں انڈیا میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے آئرش کی تعلیم میٹرا ریہان یونیورسٹی سے اور فلسفے کی تعلیم استنبول یونیورسٹی سے حاصل کی۔ 1980ء سے اب تک سیاست، سائنس اور اسلامی عقائد پر ان کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ بارون بھنگی کا شمار ان معروف مصنفین میں ہوتا ہے جنہوں نے ارتقا، پرستی اور ارتقا، پرستوں کے عموماً کوہشت ازہام کیا اور ان کی حقیقت پر سے پردہ اٹھایا۔ بارون بھنگی آئی ٹی کتب دنیا کی کئی زبانوں انگریزی، ہرمن، فرنگ، اطالوی، سپانوی، پرتگیزی، البانوی، عربی، پولش، روسی، ہونڈیائی، انڈونیشیائی، ترک، جاپانی، ملائی اور اردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ بارون بھنگی کی کتب مسلمانوں، غیر مسلموں سب کو مخاطب کرتی ہیں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب، نسل اور قوم سے ہو، کیونکہ ان کتب کا مقصد صرف ایک ہے خدا کے ابدی وجود کی نشاندہی کو تا زمین کے سامنے اکر ان کے شعور کو اجاگر کرنا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



# جملہ حقوق محفوظ



Mujizat-e-Qurani



Written by : By Harun Yahya

مجازات قرآنی	_____	ہم کتاب
بارون نیکی	_____	مصنف
دسمبر ۲۰۰۳ء	_____	ابتداءت
ساجد فاضل	_____	مطبع
ایک ہزار (۱۰۰۰)	_____	تعداد
فضلی سنز پبلی کیشنز	_____	مکتبہ خانہ
فضلی بک پریسارٹ	_____	تقسیم کار

## رابطے کے لئے

507/3، ٹیچر ٹی روڈ، بازار، کراچی	—	پتہ
2212991 - 2629724	☎	فون
2633887	☎	فیکس
E-mail : sajidfaizlee@yahoo.com	✉	ای میل

پبلشرز نوٹس : اس قرآنی اور اسلامی موضوع پر عربی و اردو زبان کی کئی سرکاری کتابیں لکھی گئی ہیں۔ یہ سب ساری کتابیں اس کے ساتھ ساتھ لکھی گئی ہیں۔  
 اس قرآنی اور اسلامی موضوع پر اس کے علاوہ کئی اور کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے کئی اور کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے کئی اور کتب لکھی گئی ہیں۔  
 (اس پر کئی اور کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے کئی اور کتب لکھی گئی ہیں۔)

ہے شک یہ خداوند عالم کا اتارا ہوا کلام ہے۔  
(سورہ شوریٰ، ۱۰۳)

# مُعْجَزَاتِ قُرْآنی

مصنف

ہارون یحییٰ

اردو ترجمہ

شیر محمد

فضلی سنز پبلی کیشنز









# فہرست

9	پہلا حصہ قرآن کے ساتھی (توالف)
11	کائنات کا وجود و مشیئت
13	کائنات کا پیمانہ
15	آسمانوں اور زمینوں کا وجود
17	آسمانوں اور زمینوں کے مدار
20	زمین کی آبادی
21	عالمی جمہوریت
26	پانچویں آسمان
28	قسط کی تعمیر
31	یہاں کے کام
34	یہاں کی کائنات
36	اسے میں اجود
37	گنہگاروں میں جہنم کا کردار
38	اشفاقیت نہاں
40	وہاں میں کتاب
42	وہاں کی کتاب
46	وہاں کی زندگی
46	سجدہ نماز میں لکھی جاتی ہے
50	سجدوں کی بنا کی اور سجدوں کی نوعیت
53	ناری کائنات کا پوشیدہ کھنڈ اور حسد
54	اسماں کی پیدائش
64	قبرستان
65	انگلیوں کے کٹانے میں شہادت
67	حصہ دوم: قرآن کریم میں معجزوں کے اسے کئی پہلوئے (توالف)
68	پریشانیوں کی جگہ
70	حصہ سوم: قرآن کے تاریخی امور سے پہلے وہاں قرآن میں
76	قرآن میں مسرتی شہادتوں کے پہلوئے
78	تواضع کو ہم: قرآن میں تواضع کا پہلوئے
80	حصہ چوتھا: قرآن کا تاریخی



حصہ اول:

# قرآن کے سائنسی معجزے

# تعارف

یہ دو صدیاں پہلے خدا نے نوع انسانی کی رہنمائی کے لیے قرآن نازل فرمایا۔ اس نئے لوگوں کو سہائی کے ساتھ بڑے رہنے کے لیے اس کتاب کی جانب دعوت دی۔ اس کتاب کے نازل ہونے کے دن سے لے کر قیامت کے دن تک صرف یہ آخری الہامی کتاب ہی انسانیت کے لیے رہنما رہے گی۔

قرآن کالائاتی اور انوکھا انداز اور اس میں انتہائی بالا تعدادی و حکمت اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ مزید برآں قرآن کریم کی بے شمار معجزاتی صلاحت ثابت کرتی ہیں کہ یہ خدا کی وحی ہے۔ ان صلاحت میں سے ایک صفت یہ ہے کہ ایسے بہت سارے سائنسی حقائق جو ہم نے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے برسوں صدی میں دریافت کیے، ان کا انکشاف قرآن نے چودہ سو سال پہلے کیا۔

یہ نیک قرآن سائنس کی ایک کتاب نہیں ہے، مگر کئی سائنسی حقائق جو اس کی آیات میں انتہائی جامع اور نمایاں انداز میں بیان کیے گئے ہیں، صرف برسوں صدی کی ٹیکنالوجی کی مدد سے دریافت کیے جاسکتے ہیں۔ قرآن کے نزول کے وقت ان حقائق کو نہیں جانا جاسکتا تھا، یہ مزید ایک ثبوت ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔  
قرآن کا سائنسی معجزہ سمجھنے کے لیے ہمیں نزول قرآن کے وقت کی سائنسی حالت پر نگاہ ڈالنی ہوگی۔

ساتویں صدی مسیحی میں جب قرآن کا نزول ہوا، عرب معاشرے میں سائنسی معلومات کے حوالے سے بہت سارے توہماتی اور بے بنیاد خیالات موجود تھے۔ ٹیکنالوجی اتنی ترقی یافتہ نہیں تھی کہ یہ لوگ کائنات اور قدرت کو پرکھ سکیں، لہذا یہ عرب اپنے آپ سے دریافت میں ملے قسے کہانیوں پر یقین رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر ان کا خیال تھا کہ آسمان کو پہاڑوں نے سہارا ہوا ہے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ زمین بہوار ہے، اور اس کے دونوں کناروں پر اونٹنے پہاڑ واقع ہیں۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ پہاڑ ایسے ستون ہیں جنہوں نے آسمان کے حقے یا کتبہ کو تھاما ہوا ہے۔

بہر حال قرآن کے نزول کے ساتھ ہی عرب معاشرے کے ان تمام توہماتی خیالات کا قلع قمع ہو گیا۔ سورۃ الرعد کی آیت ۲ میں کہا گیا:

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا...  
 ”نہ اسی تو ہے جس نے ستاروں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے  
 ہو (اٹھنے) اُٹھنے دیا۔“

(سورۃ الرعد آیت ۲)

اس آیت نے اس خیال کی نفی کر دی کہ آسمان پہاڑوں کی جہ سے بنا دی پر قائم ہے۔ قرآن  
 میں دیگر کئی مقامات پر وہ اہم حقائق اس وقت بتائے گئے جب کوئی ان کو نہ جان سکتا  
 تھا۔ قرآن اس وقت نازل ہوا جب لوگ فلکیات (Astronomy)، طبیعیات (Physics)  
 یا حیاتیات (Biology) کے حقائق بہت کم جانتے تھے یہ وہ مضامین ہیں جن سے کائنات کی  
 تخلیق، انسان کی تخلیق، فضا کی ساخت، زمین پر زندگی کو ممکن بنانے والے ہارڈ کوارڈر  
 جیسے موضوعات کے بارے میں بنیادی معلومات ملتی ہیں۔

آئیے اب ہم قرآن میں دیے گئے ان ساتھی جملوات پر عمل کرنا ایک نظر ڈالتے ہیں۔

## کائنات کا وجود میں آنا

آن رکائنات کے مخلق قرآن میں مدد جہاں آیت میں تالی گیا ہے  
 تلبیع المسنون والأرض  
 ”(وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔“

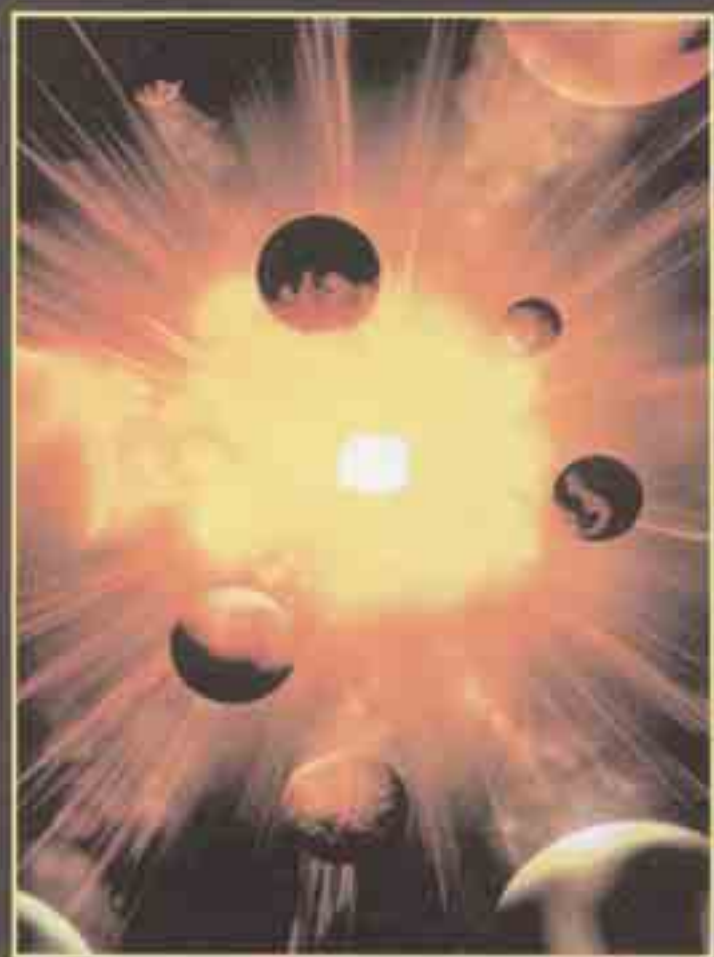
(سورۃ الاعراف آیت ۱۰۶)

اس قرآنی آیت میں موجود معلومات کے ساتھ موجود سائنس مکمل مطابقت رکھتی ہے۔ آج فکلی طویلات اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ یہ ساری کائنات اپنے ہمہ جہت مادے اور وقت کے ساتھ، ازمان میں ایک بہت بڑے دھماکے کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ اس واقعے کو ”بگ بینگ“ (The Big Bang) کہا گیا، اور اس سے ثابت کیا کہ کائنات ایک واحد نقطے کے دھماکے سے عدم (Nothingness) سے وجود میں لائی گئی۔ جدید سائنسی سمیت اس بات پر پوری طرح متفق ہیں کہ کائنات کے وجود میں آنے اور شروع ہونے کے بارے میں صرف یہ عظیم دھماکا ہی ممکن اور ثابت ہو سکتے والا تو تھی بیان ہو سکتا ہے۔

حالت نیست یا عدم سے عظیم دھماکے کے ذریعے مادے، توانائی اور وقت کی تخلیق کی گئی۔ کہ جب نہ مادہ موجود تھا، نہ توانائی، اور نہ ہی وقت پایا جاتا تھا۔ بگ بینگ سے پہلے مادے کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور جس کو صرف مابعد الطبیعیاتی انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے، مادہ، توانائی اور وقت سارے تخلیق کیے گئے۔ یہ حقیقت صرف عالیہ جدید فزکس کی بدولت سامنے آئی ہے، جو میں قرآن میں ۱۴۰۰ سال پہلے بتا دی گئی تھی۔



کوبے خلائی سفیرت (COBE Space Satellite) کو ۱۹۸۸ء میں خلا میں روانہ کیا گیا، جس پر گئے مہاس مسطوروں کی ۱۰ سے فی گنی بگ بینگ کی باقیات کی سرخ تصویر۔ یہ دریافت بگ بینگ کا ثبوت ہے، جو کائنات کے عدم سے وجود میں آنے کی ایک سائنسی ترمیح ہے۔



## کائنات کا پھیلاؤ

قرآن، جو چودھ صدیاں پہلے ایک ایسے وقت میں نازل کیا گیا جب فلکیاتی سائنس اپنے ابتدائی دور میں تھی، اس میں کائنات کے پھیلاؤ کے متعلق اس طرح وضاحت کی گئی

وَاللَّهُ يَتَّبِعُهَا يَتَّبِعُهَا يَتَّبِعُهَا يَتَّبِعُهَا يَتَّبِعُهَا

”اور آسمانوں کو ہم ہی نے انھوں سے بنا دیا اور ہم کو سب بخشنا دے گا۔“

(سورۃ الذاریات: آیت ۴۷)

لفظ ”آسمان“ جیسا کہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے، قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر ظاہر اور کائنات کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں قرآن میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ کائنات ”کھینچا“ رہی ہے اور کھینچی اور جتنی نتیجہ ہے، بس پر سائنس آج پہنچی ہوئی ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کی ابتدا تک سائنس کی دنیا میں پایا جانے والا تصور یہ تھا کہ ”کائنات ایک مستقل سائت رکھتی ہے اور یہ ازل سے وجود میں ہے۔“ جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے کی گئی تحقیقات و مشاہدات اور اعداد و شمار سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں اس کائنات کی ایک ابتدا تھی اور یہ ”مستقل“ کھینچا رہی ہے۔



ایڈوان ہبل (Edwin Hubble)  
اپنی مشہور دوربین کے ساتھ

بیسویں صدی عیسوی کی ابتدا میں روسی طبعیات دان ایڈوان ہبل (Friedmann اور ایڈوان ہبل کے ماہر کولیات پارٹیکلر نے (Georges Lemaitre) حساب لگا کر ثابت کیا کہ کائنات مستقل گردش میں ہے اور یہ کھینچا رہی ہے۔

یہ حقیقت مشاہداتی اعداد و شمار سے بھی ۱۹۲۹ء میں ثابت ہو گئی۔  
دوربین سے آسمان کا مشاہدہ کرتے



علم ہونے کے (The Big Bang) کے نکتے سے، اب تک پہنچنے والے نکتے سے مستقل نہیں رہی ہے۔ سائنس میں اس کی ابتدا کائنات کو ایک نکتے سے ہونے لگا ہے۔

ہوئے امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل (Edwin Hubble) نے مشاہدہ کیا کہ ستارے اور کہانیاں مستقل ایک دوسرے سے دور ہوتی ہیں۔ ایک ایسی کائنات کو

جس میں موجود ہر چیز دوسری چیز سے مسلسل دور ہوتی رہی ہے، ایک مستقل "پھیلتی" ہوئی کائنات کہا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد کے برسوں میں ہونے والے مشاہدوں نے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی یہ کائنات مسلسل پھیلتی ہوئی کائنات ہے۔ اس حقیقت کو قرآن میں اس وقت بتا دیا

کیا تھا اب اس کا کسی کو کچھ علم تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے، جو ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔



پروفیسر (Hassam Lodhi)



## آسمانوں اور زمین کا پھوٹنا

آسمانوں کی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت میں بتایا گیا

اولم یزالذین ظفروا ان السوت والارض کانتا رتقا

ففتقنہما و جعلنا من السماء کل شیء حسیہ

افلا یؤمنون

”کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں نے جوڑے تھے تو ہم

نے ان کو بھرا ہوا کر دیا۔ اور تمام جاندار جو ہیں ہم نے پانی سے بنا کیے۔ اور

یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔“

(سورۃ الزمر، آیت ۳۰)

عربی میں الظرف ترقی معنی دیتا ہے ”آپس میں گھل جاتے“ اور ”آمیرو“

کے۔ یہ لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں دو مختلف اشیاء آپس میں گھل کر ایک نئی گھل بننے کو

وجود بخشتی ہیں۔ یہاں ”یوان“ ہم نے ان کو الٹ لیا“ کے لیے عربی میں فعل **فتق** ہے

اور یہ کسی چیز کو چھانڈ کر یا پیر کر یا رتق کی فعل کو تہہ کرتے ہوئے وجود میں آنے پر لاکھوتا

ہے۔ ایک جگہ کا رخ زمین سے اسے پھارتے ہوئے چھوٹا ایسا گھل ہے جہاں یہ فعل لاکھو

تا ہے۔

آئیے ملاحظہ فرمائیں! اعلیٰ مخلوقات زمین میں رکھتے ہوئے آیت ۴۰ کو رو بہ رو ہمارا ایک نظر

ڈالتے ہیں۔ اس آیت میں آسمان اور زمین کو رتق کی ابتدائی حالت بتایا گیا ہے۔ ان کو ایک

دوسرے سے لگائے ہوئے آپس میں ملحدہ (**فتق**) کیا گیا۔ اگر ہم تھیم مٹھا کے کے

ابتدائی حالت سے متعلق تصور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ایک واحد لفظ میں کائنات کا سارا

بارود موجود تھا۔ دوسرے الفاظ میں ہر شے مع ”آسمانوں اور زمین“ کے جو اب تک تخلیق نہ

کیے گئے تھے رتق کی حالت میں تھی۔ یہ نقطہ ایک زبردست قوت کے ساتھ چھٹا، جس کی وجہ

سے اس میں موجود مادہ پھوٹا (**فتق**) اور تہہ سازی کائنات وجود میں آئی۔

اب ہم اس آیت میں بیان کردہ مخلوق کا سائنسی ردیاتیوں کے ساتھ موازنہ

کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں گھل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ یہ بات دلچسپی سے غالی

لکھیں کہ یہ دریافتیں ۱۹ویں صدی تک سامنے نہیں آئی تھیں۔



یہ تصور عظیم دھماکے (The Big Bang) کی نمائندگی کرتی ہے، جو ایک بار پھر یہ ثابت کرتی ہے کہ خدا نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا۔ عظیم دھماکا ایک تصوری ہے جسے مائٹھی شہادتوں سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ ہاؤوریکہ، کچھ سائنس دانوں نے کوشش کی کہ ہب وینک کے مقابلے میں متبادل نظریے سامنے لائیں، مگر سائنسی شہادتوں کی موجودگی کی وجہ سے مائٹھی تصوری میں یہ تصوری عمل طور پر قبول کی جا چکی ہے۔

## ستاروں اور سیاروں کے مدار

قرآن حکیم میں اگر سورج اور چاند کے حلقہ دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ایک مخصوص مدار یا مخصوص راستے پر جو حرکت ہے۔

وَقَوْلِ الَّذِي حَقَّقَ الْيُنُسُ وَالنَّهَارَ وَاللَّيْلَ وَالْقَمَرَ  
كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْتَدْوِرُ ۝

”اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بتایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) سورج سے ہیں۔“

(سورج اور چاند: ۲۳)

اسی طرح ایک دوسری آیت میں بھی بتایا گیا ہے کہ سورج ناکت نہیں ہے بلکہ ایک مخصوص مدار میں حرکت پلے رہے

وَالشَّمْسُ تَسِيرُ لِمَنْطَلِقٍ لَهَا ذَٰلِكَ  
تَقْدِيرَ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝

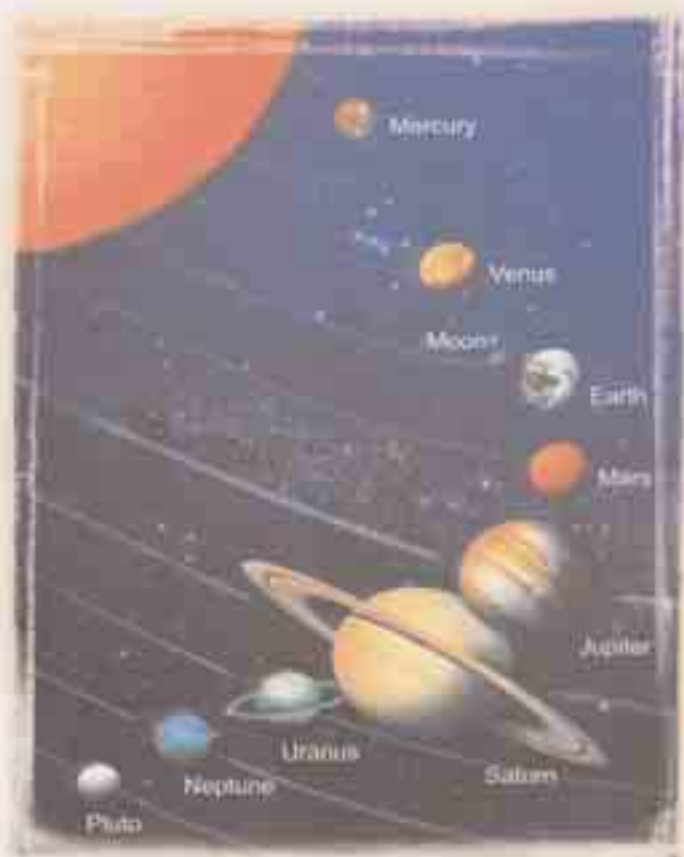
”اور سورج اپنے سفر سے پھرتا رہتا ہے۔ یہ (خدا کے) صاحب اور (تاک) (مقرر کیا ہوا) انداز ہے۔“

(سورج اور چاند: ۲۹)

قرآن میں بتائی گئی یہ حقیقتیں ہمارے دور کے جدید فلکیاتی مشاہدوں کی بدولت دریافت ہوئی ہیں۔ ماہرین فلکیات کے کیے ہوئے اعداد و شمار کے مطابق سورج ایک خاص مدار (Solar Apex) میں ویجا ستارے (Star Vega) کی جانب سات لاکھ بیس ہزار (۷۲۰,۰۰۰) کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے سورج ایک دن میں اندازاً ایک کروڑ، پچھتر لاکھ، اسی ہزار (۱۷۲,۰۰۰,۰۰۰) میل کا سفر طے کرتا ہے۔ سورج کے ساتھ ساتھ جو اس کی کشش ثقل کے زیر اثر سات سیارے اور چار سے بھی بڑے فاصلے طے کرتے جا رہے ہیں۔ مزید برآں کائنات میں موجود سات سے ستارے اس سے ملتے جلتے مقررہ گردش میں ہیں۔ یہ کہ تمام کائنات مداروں اور راستوں سے پر ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

وَالنَّسَاءُ لَدَاتُ الْغُلَبِ ۝

”اور آسمان کی قسم جس میں راستے ہیں۔“ (سورج اور چاند: ۱۷)



کائنات میں تقریباً ۱۰۰ بیلیون کہلائی ہیں جو زمین جتنی میں سے ہر ایک میں اندازاً  
 ۱۰۰ بیلیون ستارے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ستاروں کے اپنے سیارے اور ان میں  
 سے اکثر سیاروں کے اپنی سیارے ہیں۔ یہ سارے خلائی اجسام کہلاتے ہیں۔ ہر ایک  
 یا متعدد راستوں پر سفر کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں سال سے ان اجسام گلی میں سے ہر ایک  
 دیگر تمام اجسام کے ساتھ اپنے اپنے مدار میں ایک کھلی ہم آہنگی کے ساتھ چر رہا ہے۔ علاوہ  
 زمین کافی تعداد میں اور سیارے کی اپنے مخصوص مداروں میں حرکت پتہ ہے۔  
 کائنات میں موجود اور صرف خلائی اجسام ہی کے لیے مخصوص نہیں۔ کہلائی  
 بھی اپنی ہی جگہ رہتی کے ساتھ زمین اور مخصوص راستوں پر وہاں وہاں ہیں۔ اپنے اس سفر  
 کے دوران ان اجسام گلی میں سے کوئی بھی دوسرے کاٹے شدہ ذرات نہیں کاٹتے۔ دوسرے  
 سے گراتا ہے۔

یعنی بات ہے کہ یہ قرآن نازل ہوا تو اس دور کے انسان کے پاس جو ہوش اور فہم نہیں تھیں، اور نہ ترقی یافتہ مشاہداتی ٹیکنالوجی مہیا تھی کہ وہ ان کی مدد سے خلا کا آنکھوں گلوبٹر تک مشاہدہ کر سکتے، اور نہ ان کے پاس جدید طبعیات و طبیعیات کا علم تھا۔ پتا چلے اس وقت انسانی طرز پر یہ پیمانہ ممکن تھا کہ نکل "اراستوں اور مداروں" سے گزری چلی ہے، جیسا کہ آیت میں بتایا گیا ہے۔ مگر آئین قرآن میں یہ کھول کھول کر اس وقت بتا دیا گیا تھا کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔



کا کہ جس میں ۱۱۱۱ سے زیادہ کائناتوں کی تعداد ہے، ہر ایک اپنے آسمانوں میں گزرا کر رہتا ہے، ان کا ایک آسمان ہر ایک اور سے نکلتا ہے، ان تمام کے ساتھ عمل ہم آہنگی کے ساتھ جاری رہتا ہے۔



تو وہ طاری اور مہرین ہمارے ان ہیروں کے اولیٰ ہمارے ہمارے اور بھی کر سکتا ہے، یہ اپنے ہر ایک ہیروں کا انسانی زمانے کو چھوڑتا ہے، ان کی طرف سے توجہ لگاتا ہے، اور ان کے لئے دعا کرتا ہے، اور ان کے لئے دعا کرتا ہے، ان کے لئے دعا کرتا ہے۔

## زمین کی گولائی

مَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ "يَكُونُ الْبَيْتُ عَلَى النَّهَارِ  
وَيَكُونُ النَّهَارُ عَلَى الْبَيْتِ..."

اسی نے آسمانوں اور زمین کو تہ تیغ کے ساتھ پیدا کیا ہے (اور اسی رات  
کو دن پر لپیٹتا اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔) (سورہ الزمر: 21)

قرآن حکیم میں کائنات کی وضاحت کے لیے استعمال کیے گئے الفاظ خصوصاً قوم  
کے لائق ہیں۔ اوپر کی ترجمہ شدہ آیت میں "پیشنا" کے لیے عربی لفظ "کوسر"  
ہے۔ انگریزی میں اس کا مطلب ہے "کسی چیز کے اوپر کسی اور چیز کا ڈال دینا اور لپیٹ  
دینا اس طور سے کہ پیڑوں کی مانند ان کو تہہ کر کے ایک جانب ڈال دیا جائے۔" (مثال کے  
طور پر عربی لغات میں اس لفظ کو کسی ایک چیز کے دوسری پر لپیٹ دینے کے وقت استعمال  
کرتے ہیں، جیسا کہ ایک بگڑی ہانڈھی جاتی ہے)۔

اس آیت میں دن اور رات کے ایک دوسرے کے اوپر لپیٹ دینے کے بارے  
میں وہی سنگین معلومات میں دنیا کی شکل اور ساعت کے بارے میں بالکل ٹھیک معلومات  
موجود ہیں۔ یہ بیان اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ جب زمین گول ہو۔

اس کا مطلب ہے کہ قرآن میں جو ساتویں صدی مسوئی میں  
نازل ہوا زمین کی گولائی کے متعلق صاف اشارہ دے دیا

گیا تھا، یاد رہے کہ نزول قرآن کے دور میں دنیا  
فلسفیات کے بارے میں مختلف خیالات رکھتی تھی۔

اس وقت خیال کیا جاتا تھا کہ دنیا ایک ہموار  
میدان کی طرح ہے اور سارے اعداد و شمار اور

توضیحات اسی موقع کے مطابق کی جاتی تھیں۔  
قرآنی آیات میں وہ معلومات موجود ہیں جن کا علم

ہمیں گزشتہ صدی میں ہوا۔ چونکہ قرآن خدا کا کلام  
ہے، اس لیے اس میں کائنات کے بیان کے لیے بھی

بالکل ٹھیک ٹھیک الفاظ استعمال کیے گئے۔



## حفاظتی چھت

قرآن میں اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان کو بخشی گئی ایک خاص خوبی کی جانب اشاری  
توجیہ یوں دلاتا ہے:

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۚ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا  
مُعْرِضُونَ ۝

"اور آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا اس پر انہی کو ہماری نشانیوں سے منح  
گنہگار ہے۔" (سورہ ابراہیم: 32)

آسمان کی اس خوبی پرستہ سو سو برسوں پہلے ہی میں سائنسی تحقیق کے ذریعے پروردگار  
زمین کو گھیرے ہوئے فضا زندگی کی لگا اور اسے قائم و دائم رکھنے کے لیے انتہائی  
اہم خدمات سرانجام دیتی ہے۔ فضا سے زمین پر کھینچنے والے بہت سے چھوٹے اور بڑے  
شہاب ثاقب کو زمین کی سطح پر کھینچنے اور یہاں پر موجود حیات کو نقصان پہنچانے سے پہلے ہی  
تباہ کر دیتی ہے۔

مزید برآں زمین کی فضا فضا سے آنے والی شعاعوں کو چھاتی ہے۔ جو  
جانداروں کے لیے بہت مضر ہوتی ہیں۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ فضا صرف بے ضرر اور  
مفید شعاعوں، روشنی قرمبی بالائی بخشی روشنی اور ریڈیائی لہروں کو گزرنے دیتی ہے۔ اس قسم



زمین کی فضا صرف انہی شعاعوں کو اندر آتے  
دیتی ہے جو زمین پر زندگی کی بنیاد کے لیے  
ضروری ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر بالائی  
بخشی (Ultraviolet) شعاعوں کا جو  
حصہ اس میں کامیاب ہوتا ہے۔ ان شعاعوں  
کا یہ حصہ پاروں میں ہزار ہا بیٹے کے عمل  
کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ تمام  
زندگیوں کی بنیاد کے لیے ہی ضروری ہے۔



ان ناکے میں جہاں وقت بگڑا زمین سے تقریباً گھومتے لاکھوں سال کا زمانہ ہے۔ جہاں میں گھومتے ہوئے آوارہ انسان زمین کے لیے ایک نئے عالم کا نام ہو سکتے ہیں۔ مگر خدا نے کہہ دیا اچھا اب تو کھنٹی کرنا ہے۔ زمین کی لٹکا کر زمین کے لیے ایک گولہ کر دینا الیٰ الیٰ جہاں وقت بگڑا ہے۔ لٹکا کر ہے کہ بہت سے جہاں وقت بگڑا زمین کو کھنڈوں میں بٹھا دیتے اور کھنڈوں میں گولہ کر دینے سے وہ جہاں ہے۔

نکاسا شعاعی حمل (Radiation) ازخارجی کے لیے ہائڈروجن ہے۔ قریبی ہائیڈروجن شعاعوں (Near Ultraviolet Rays) کا زیادتی سے علیٰ التدریج آئے ہو جاتا ہے۔ جو پھولوں



بہت سے جہاں کو پختے ہوئے لٹکا کی حالت کرنے والی خاصیت جو لوہے کے لئے ہے۔ یہ بھی گھنٹوں سے کہیں لٹکا کے لٹھے ہو دینا کیسے ہوتی ہے۔ اور ہائیڈروجن ایک اور خاصیت ہے کہ اس کے ایک گڑبگڑ کی ہے۔ اور اس (Atmosphere) میں گھنٹوں کے لئے ایک جہاں وقت بگڑا کر زمین کی لٹکا کر دینا اور زمین کو کھنڈوں میں بٹھا دینا اور زمین پر گرنے والے جہاں وقت بگڑا کر زمین سے زمین بے کے لٹکا کر دینا۔ مگر زمین کی لٹکا کی اس خاصیت کی خاصیت ہے کہ وہ زمین کی لٹکا کر دینا ہے۔ یہ جہاں کی جہاں سے لوہے کے لیے خاصیت کا اور یہ ہے کہ ایک جہاں سے زمین کو کھنڈوں میں بٹھا دینا ہے۔





اور جھمکتے ستاروں سے کھام کھمی کے بیڑوں میں زمین بھی سب سے  
 زیادہ آشوبہ نکلنے والا سیارہ ہے۔ اس کا ایک بڑا انگن اور نو بے کا  
 گولہ، (Nickel-Iron Core) ٹٹاسے لائے چکن ٹیسی  
 میدان کا اسے دار ہے۔ یہ چکن ٹیسی میدان اسے دار ہے اور اس  
 ایجنٹوں کی احوال کے بٹے ٹٹا۔ یہ اشعاع الٹھالی  
 (Radiation) سے زمین کی حفاظت کرتی ہے۔ اگر یہ احوال  
 موجود نہ ہوتی تو زمین پر حیات کا وجود نہ ہوتا۔ اس طرح  
 کاربن ٹیسی میدان، کٹھنے والا اور سیارہ مریخ (Mars)  
 ہے، لیکن اس کے چکن ٹیسی میدان کی طاقت زمین کے مقابلے میں  
 ایک سو گن کم ہے۔ اس کی حفاظت زمین کے 22 ہاں بیڑا سے کم ہے  
 (Venus) کا کوئی چکن ٹیسی میدان موجود نہیں۔ اس میں احوال  
 زمین ہی کے لیے آپ کی خطرناک اور آگ ہے۔



سولر ہارٹس (Sunburn) سے کہہ سکتے ہیں کہ زمین ایک آگنی اشعاع (Sunburn) سے کہہ سکتے ہیں  
 اشعاع ہارٹس ہوتی ہے کہ سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں کہ سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں  
 سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں کہ سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں کہ سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں  
 سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں کہ سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں کہ سولر ہارٹس سے کہہ سکتے ہیں



نکھار (Myopia) کی وجہ سے سڑکوں کی روشنی کی جڑ سے لٹی ہے۔ اس کے خلاف  
 اورام کلسیا (Cataract) کی وجہ سے ایک اجال کی طرح غماض  
 آتی ہے۔ اور کی تھوڑی سی پتلا نظر (New Allie Dull) بھی کہتے ہیں۔  
 دکھائی گئی ہے۔ یہ لٹی اور کلسیا کے باعث ہوتے ہیں۔ اور ایک اجالی کو لٹی میں  
 دکھائی گئی ہے۔ اور کلسیا کے باعث دکھائی گئی ہے۔ یہ لٹی اور کلسیا کے باعث  
 اور کلسیا کے باعث دکھائی گئی ہے۔ یہ لٹی اور کلسیا کے باعث دکھائی گئی ہے۔

حالیہ برسوں میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق ایک دھماکے کے نتیجے  
 میں ہوتو اتالی خارج ہوئی اور وہیں ڈھیرا پر گرانے پانے والے انٹیم بم کی طاقت والے ایک سو  
 بلین انٹیم بموں سے خارج ہونے والی توانائی کے برابر ہے۔ اس دھماکے کے ۵۹ گھنٹے  
 بعد قلب نما کی جتنا جھسی سولیس میں غیر معمولی حرکات ظاہر ہوئیں اور زمین کی لٹنا سے دو سو  
 پچاس گلو میٹر اوپر درج حرارت اچانک دو ہزار پانچ سو اگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا۔  
 محققین نے زمین کے بالائی حصے میں ایک عمل ترین نظام بد وقت کام میں مشغول  
 رہتا ہے۔ یہ نظام ہماری دنیا کو ڈھانپے ہوئے ہے اور اسے جہتی خطرات سے محفوظ فراہم کرتا  
 ہے۔ ساتھیں واں ان کے بارے میں حال ہی میں جان سکتے ہیں مگر خدا نے قرآن میں ہمیں  
 صدیوں پہلے آگاہ کر دیا کہ زمین کی لٹنا اس کیلئے ایک حفاظتی احوال کا کام کر رہی ہے۔



## پلٹانے والا آسمان

قرآن حکیم میں سورۃ طارق کی آیت ۱۱ آسمان کے "پلٹانے" والے عمل کی جانب اشارہ دیتی ہے:

وَالسَّمَاءَ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝

"آسمان کی قسم جو واپس برساتا ہے۔"

عربی لغتوں کے مطابق اس آیت کی تفسیر ہے کہ آسمان "پلٹتا ہے"۔

(سورۃ طارق آیت ۱۱)

قرآن مجید کے تراجم میں لفظ رجوع (Cyclical) کے معنی "واپس کر دینے" اور "لوٹانے والے" کے بھی دیے گئے ہیں۔

جیسا کہ معلوم ہے، زمین کو فضا کی گئی زمین اٹھانے ہونے ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر تہہ حیات کے جانوروں کے لیے اہم کام سربراہان ہوتی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ نہیں ملتا ہے آئے والے مختلف اجسام و اشیاء کے سامنے رو کر انہیں خود میں یا زمین پر واپس موڑنے کا کام کرتی ہیں۔ آئیے اب ہم ان چیزوں کے ریسیکل (Recycle) کرنے والے اعمال میں سے چند کا جائزہ لیں۔

1. راجح طہر (Troposphere) زمین سے ۱۳ سے ۱۵ کلومیٹر کی بلندی پر ہوتی ہے اور زمین کی سطح سے اوپر اٹھنے والے آبی بخارات کی کثافت بڑھا کر انہیں بارش کی صورت میں زمین پر "پلٹانا" دینے کا کام کرتی ہے۔

2. زمین سے ۵۰ کلومیٹر کی بلندی پر قائم اوزون کی تہہ (Ozoneosphere) آسمان سے آئے والی شعاع افطائی (Radiation) اور ہائی فیکٹیو شعاعوں (Highly active rays) کو "پلٹانا" کر دیا کرتی ہے۔

3. آبیروں (Hydrocycle) زمین پر پانی کے ذریعے پلٹانے والی ریسیکلنگ سائیکل (Water cycle) کے ذریعے پانی کو زمین پر واپس لائے جانے کا کام کرتی ہے۔

4. زمین سے ۱۰۰ کلومیٹر کی بلندی پر قائم آبیروں کی تہہ (Aurora) زمین پر پانی کو واپس لائے جانے کا کام کرتی ہے۔

میکلے سلینر (Magnetosphere) سورج اور دیگر ستاروں سے خارج ہونے والے آکسیجن و نائٹروجن کی ذرات (Radio Active Particles) کو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی انہیں دوبارہ فلٹا کی طرف لوٹا جاتی ہے۔  
 یہ حقیقت ہے کہ زمین کی فضا کی تہوں کی اس واہن کر اپنے والی خاصیت کا بچا ماضی قریب میں ہی پچا ہے اور اس بارے میں قرآن میں صدیوں پہلے بتا دیا گیا تھا۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کا کام آگیا ہے۔



زمین پر زندگی کے لیے پانی کا وجود ہی ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایک خاص قسم کی تہوں کی فضا ہے۔ اس تہ کی ذرات (Troposphere) بھی ہے۔ اور یہ فلٹا کی ذرات کی رگ سے اوپر اپنے ذرات کی حفاظت کرتی ہے۔ اس تہ کی ذرات (Dense) اس کے ذرات کی حفاظت کرتی ہے۔



فلٹا کی ذرات زمین پر موجود مہلک کے لیے مہلک عوامل کو روکتی ہے۔ اس تہ (Ozoneosphere) کی ذرات سے بچتا ہے۔ اس تہ کے ذرات (Cosmic Rays) فلٹا کی ذرات (Ultraviolet) سے بچتا ہے۔ اس تہ کے ذرات (Fluorine) فلٹا کی ذرات سے بچتا ہے۔ اس تہ کے ذرات (Fluorine) فلٹا کی ذرات سے بچتا ہے۔



اس تہ کی ذرات زمین کی حفاظت میں سے بچتا ہے۔ اس تہ کے ذرات (Fluorine) فلٹا کی ذرات سے بچتا ہے۔ اس تہ کے ذرات (Fluorine) فلٹا کی ذرات سے بچتا ہے۔

## فضا کی تمہیں

کائنات کے خالق قرآنی آیات میں بتائی گئی ایک حقیقت یہ ہے کہ آسمان سات

تہوں سے بنا گیا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِنْهَا السَّمَاءَ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۗ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝  
 آدھن تو ہے جس نے سب چیزیں ہر زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا  
 کیں کرا، آسمانوں کی طرف چھب ہوا تو ان کو ایک سات آسمان بنا دیا اور  
 ۱۱۱:۱ سے ۱۱۱:۲ ہے۔“

(۱۱۱:۱، ۱۱۱:۲ آیت ۱۱۱)

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَلَمَّا أَتَتْهَا وَأَسْفَلَ سَبْعًا  
 ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَلَمَّا أَتَتْهَا وَأَسْفَلَ سَبْعًا  
 سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۗ  
 کرا، آسمان کی طرف چھب ہوا اور وہ دھواں تھا تو اس نے اس سے اور  
 زمین سے فرمایا کہ دونوں آدھ (نواہ) شمالی سے نواہ، شمالی سے نواہوں  
 نے کہا کہ ہم شمالی سے آتے ہیں۔ پھر دونوں میں سات آسمان بنا لے  
 اور یہ آسمان میں اس (کے) کام کا حکم کیا۔“

(۱۱۱:۱۰، ۱۱۱:۱۱ آیت ۱۱۱)

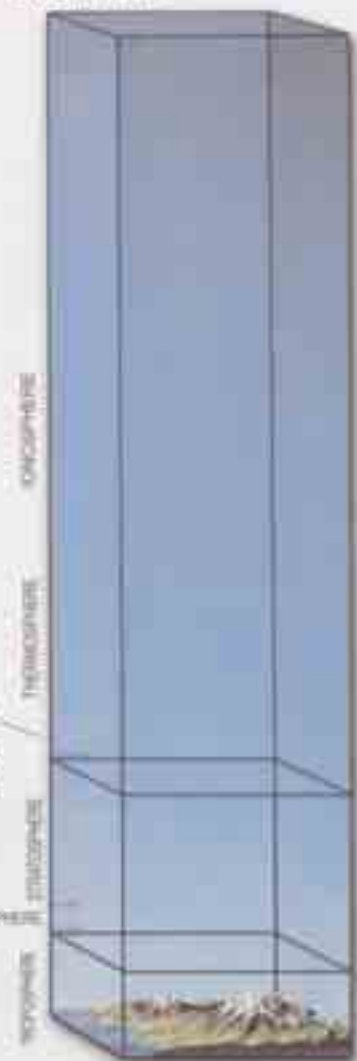


زمین پر مٹی کے لیے ضروری ساری سات سات ہوا  
 چھب ان میں سے ایک زمین کی اٹھا گئی ہے۔ چھب  
 اسام کے لیے ایک حفاظتی اسام کا کام کرتی ہے۔  
 آج یہ ایک نالی ہوئی حقیقت ہے کہ زمین کی اٹھا ایک  
 اور سات کے ہر اوری مختلف تہوں سے مل کر رہتی ہے۔  
 اور یہ کہ قرآن میں بیان کیا گیا کہ زمین کی حفاظت  
 تہوں پر مفضل ہوئی ہے۔ جو چھب اور پر قرآن کے  
 تہوں میں سے ایک تہ ہے۔

اللہ! "مناجات" قرآن حکیم کی کئی آیات میں زمین کے اوپر کے آسمان بلکہ ساری کائنات کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ کے اس معنی کو سامنے رکھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ زمین کا آسمان یا اس کی طبقات (Layers) کتنی ہیں۔

درحقیقت آج یہ معلوم ہو گیا ہے کہ زمین کی فضا ایک دوسرے کے اوپر دھری مختلف تہوں پر مشتمل ہے۔ مزید برآں جیسا کہ قرآن میں بتایا گیا یہ طبقات تہوں پر مشتمل ہے۔ ایک سائنسی ماخذ میں اس مضمون کو ایسے بیان کیا گیا ہے:

EXOSPHERE



سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے کہ زمین کی فضا کی کئی تہیں ہیں۔ یہ تہیں طبعی طور پر بخار (Pressure) اور دباؤ کی تبدیلیوں کی بنا پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتی ہیں۔ فضا کی تہوں میں زمین سے قریب ترین تہ تروپوسفر (Troposphere) کہلاتی ہے۔ یہ فضا کی تہ زمین کے سطح پر ہے۔ اس تہ کی اونچائی تقریباً 10 کیلو میٹر ہے۔ اس تہ کے اوپر کی تہ سٹریٹوسفر (Stratosphere) ہے۔ اس تہ کی اونچائی تقریباً 50 کیلو میٹر ہے۔ یہاں ہوائی اڈا کی فضا کی تہ ہے۔ اس تہ کی اونچائی تقریباً 100 کیلو میٹر ہے۔ اس تہ کے اوپر تروپوسفر (Thermosphere) ہوتی ہے۔ تروپوسفر کے بعد آئیوسفر (Ionosphere) کہلاتی ہے۔ اس تہ کی اونچائی تقریباً 100 کیلو میٹر سے 1000 کیلو میٹر ہے۔ اس تہ کے اوپر ایک تہ کہلاتی ہے۔ اس تہ کی اونچائی تقریباً 1000 کیلو میٹر ہے۔

10km  
15km  
پھر بعد ازاں پہلے نسبتاً آسان کو ایک واحد مٹنے کہا جاتا ہے۔ قرآن نے "ہوائی طور پر تباہ" آسمان تہوں پر مشتمل ہے، مزید یہ کہ "مناجات" تہوں پر۔ ہر وہ سائنس کی ہدایت حال ہی میں دریافت ہوا کہ زمین کی فضا "مناجات" تہوں سے مل کر بنتی ہے۔

اگر ہم درج بالا مائتسی مائتہ میں بیان کی گئی ان تہوں کی تعداد نہیں تو معلوم ہوگا کہ زمین کی فضا اور حقیقت سمات تہوں سے مل کر مئی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر دو آیت کے تراجم سے پتا چلا:

- (۱) تروچ سٹیر (Troposphere) (۲) سٹریٹو سٹیر (Stratosphere)  
 (۳) اوزونوسٹیر (Ozonosphere) (۴) میزوسٹیر (Mesosphere)  
 (۵) ترموسٹیر (Thermosphere) (۶) آئیونوسٹیر (Ionosphere)  
 (۷) ایکزوسٹیر (Exosphere)

ان موضوع کے واسطے میں ایک اور اہم مٹرو سٹرو سٹرو مٹرو کی آیت نمبر ۱۲ میں لکھو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اور برا آسمان میں اس (سکے) کام کا علم لیجھا۔

اور سے الفاظ میں خدا بیان کرتا ہے کہ اس نے برا آسمان کو اس کی اپنی ذریعہ پر ماسود کر دیا ہے۔ یعنی طور پر جیسا کہ گزشتہ ابواب میں دیکھا گیا، ان تہوں میں سے ہر ایک پر انسان اور زمین پر موجود دوسری حیات کے کام کے لیے انتہائی ضروری امداد دیاں ہیں۔ ہر ایک تہ کا اپنا خاص کام ہے، جس میں بارش کے دانے سے لے کر نقصان دہ شعاعوں سے بچانے تک اور ذریعہ پائی لہروں کے زمین کی جانب انعکاس کے ذریعے واپس موڑنے سے لے کر شہاب ثاقب سے بچانے تک کے کام شامل ہیں۔

مثال کے طور پر ان کاموں میں سے ایک کا ایک مائتسی مائتسی مائتسی میں ایسے بیان ہوا ہے:

زمین کی فضا کی سمات سمیں ہیں۔ ان میں سب سے کھلی تہ تروچ

سٹیر (Troposphere) کہلاتی ہے۔ بارش، برف اور

ہوا میں سرسبز اور پھل پھول میں ملتی ہیں۔

یہ ایک بڑا مٹرو ہے کہ وہ کھلتی سمیں مٹروں مٹروں کی ایک نالونی کی مدد کے بغیر دریافت نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ۱۳۰۰ سال پہلے قرآن نے اسے شمع کر دیا تھا۔



## پہاڑوں کے کام

قرآن حکیم ہماری قوم پہاڑوں کے ایک بے حد اہم ارضیاتی کام کی جانب اشارہ ہے  
 وَجَعَلْنَا فِيهَا آثَافًا هَاہَا  
 ”اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے  
 بچا اور رکھے۔“ (سورہ ابراہیم: 18)



پہاڑوں کی جڑیں زمین کے اندر گرائی گئی ہوتی ہیں۔ (انٹرو پرنسپلز سے ریفرنس: ۴۱۳)

British Isles N Germany Alps Europe Russian Platform Caucasus



ٹاؤر ہائی جمنٹ کھونڈوں کی طرف پہاڑوں کی جڑ پر بھی زمین کے اندر گرائی گئی ہوتی ہیں۔  
 (انٹروی پرنسپلز سے ریفرنس: ۴۱۴)



ایک اور ٹاؤر ہائی جمنٹ میں دکھایا گیا ہے کہ پہاڑوں کی گہری جڑوں کی وجہ سے ان کی اعلیٰ جگہوں کے  
 جھپٹی ہوتی ہے۔ (انٹرو پرنسپلز سے ریفرنس: ۴۱۵)



سہیما کہ ہم جانتے ہیں، اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ پہاڑ زمین کو دلچسپی سے پھانسنے کا کام کرتے ہیں۔

یہ حقیقت قرآن کے نازل ہونے کے وقت کسی کو معلوم نہ تھی۔ اس حقیقت کا علم جو یہ ارضیاتی تحقیقات کے ذریعے ہوا۔

ان تحقیقات کے مطابق پہاڑ زمین کی باہری سطح (Earth Crust) کے عظیم ایٹم گروں کی حرکات اور ان کے آپس میں گمراہی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں۔ جب زمین کی ایسی دو پٹیوں کا گمراہ ہوتا ہے تو ان میں سے طاقتور پٹی دوسری کے نیچے سرک جاتی ہے۔ اوپر والی پٹی مرکز پہاڑ اور پلندہ بناتی ہے۔ اسے دلی تہہ نیچے کی جانب مڑ جاتی ہے اور اندر زمین میں گہرائی تک اپنی ایک شاخ بنا دیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ گہرائی میں بھی اتنے ہی دبے ہوتے ہیں جتنا زمین کے اوپر ان کے حصے نظر آتے ہیں۔ ایک ساٹھویں حصوں میں پہاڑوں کی ساخت کے بارے میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

جہاں براعظموں کی موائی زیادہ ہوتی ہے، سہیما کہ پہاڑی سلسلوں

میں وہاں باہری سطح زمین کے ساتھ گہرائی تک پہنچ جاتی ہے۔

ایک آیت میں پہاڑوں کے اس کام کی جانب "گہرائیوں" (سکوں) سے ان کا معائنہ کرتے ہوئے اشارہ کیا گیا ہے۔



پہاڑ زمین کی سطح کے اوپر اور نیچے ہی زمین کے اندر باہری سطح زمین کے مختلف حصوں کو تھپسوں میں سسٹوں کی طرح ہوا۔ دیکھتے ہیں۔ باہری سطح زمین سسٹوں کی حرکت، چار مختلف پٹیوں کی سطحیں ہوتی ہے۔ پہاڑوں کی اس خاصیت کی وجہ سے زمین کوئی نہ کبھی زمین سے گمراہی نہیں ہے۔ پہاڑ اس طرح زمین کو قائم اور سادہ رکھتے ہیں۔ سادہ گہرائیوں کی ساخت باہری سطح ہوتی ہے۔



الذی یجعل الأرض مہدًا ۝ والنبات أوتادًا ۝  
 ”کیا ہم نے زمین کو بچھڑا لیا اور پہاڑوں کو (اوس کی) تنہیں (نہیں تھمرا لیا)۔“  
 (سورۃ التھہ ۱۰۱: ۱۰۲)

دوسرے الفاظ میں پہاڑ زمین کے اوپر اور پلے، اور ان پلٹیوں کے اتصال کے مقامات پر ہالائی سٹریچ زمین کے مختلف حصوں کو آپس میں جکڑ دیتے ہیں۔ اس طرح سے یہ پہاڑ زمین کی چھال کے مختلف حصوں کو آپس میں بانٹ دیتے ہیں، اور انہیں زمین کے اندر چپکے ہوئے مادے (Magma Stratum) پر اور پلٹیوں کو آپس میں ایک دوسرے سے جکڑنے اور سرکتے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ جھکرا اہم پہاڑوں کو ان کیوں سے جکڑ دے سکتے ہیں جو کھڑی کے مختلف گڑوں کو ہا ہم جوڑتی ہیں۔

زمین کے مختلف حصوں کو آپس میں مستحکم رکھنے کے پہاڑوں کے کام کو برابری زبان میں ”آئسوٹیسٹی (Isotasy)“ کہا گیا ہے۔ آئسوٹیسٹی کا مطلب پلے جگہوں کا بیان کیا جا سکتا ہے۔

آئسوٹیسٹی۔ ہالائی سٹریچ زمین کا عمومی توازن، سٹریچ زمین کے نیچے کشش  
 قوت کے ذریعہ جھریے سوار کے مستقل رہاؤ کو کہتے ہیں۔ ۵

پہاڑوں کا یہ اہم کردار، جو جدید ارضیات اور زمین شناسی کی تعلیمات کی بدولت دریافت ہوا ہے، قرآن میں صدیوں پہلے بتا دیا گیا، جو خدائی تخلیق کی عظیم علم و حکمت کی مثال ہے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًا أَنْ تُبَدِّلَنَّهُمْ  
 ”اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے  
 نہ (اور) جھکے ان کے۔“  
 (سورۃ الزمر ۱۳: ۱۴)

## پہاڑوں کی حرکات

ایک آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ پہاڑ ساکن زمین کھڑے جیسا کہ کھائی دینے ہیں بلکہ مستقل حرکت میں رہتے ہیں۔

و تروی الجبال نفسیها بجاودۃ و ہی تفرز من الشہاب ،  
 ”اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ پر) کھڑے  
 ہیں مگر وہ (اُن دن) ان طرح الٹے پھریں گے جیسے پادل۔“

(سورہ فصلت آیت ۸۸)

پہاڑوں کی یہ حرکت بالائی سطح زمین جس پر یہ قائم ہوتے ہیں، کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ پست زمین، لحاف زمین (Mantle) پر چرتی ہے جو زیادہ کثیف ہوتی ہے۔ یہ سوئیس صدی کی ابتدا کی بات ہے، جب امریقہ ونگر (Alfred Wegener) نامی ایک جرمن ماٹس دان نے ایک نظریہ پیش کیا کہ زمین پر قائم براعظم دب چلی جا رہے تو یہ پہلے آپس میں ملے ہوئے تھے، لیکن ان کے بعد ایک دوسرے سے ٹکرو ہو کر مختلف سمتوں میں دور ہوتے چلے گئے اور ان دوری کے نتیجے میں ایک دوسرے سے ٹک ہو گئے۔

امریقہ ونگر کی وفات کے چھاس سال بعد ۱۹۸۰ء میں دریافت کیا کہ وہ درست تھا۔ ونگر نے ۱۹۱۵ء کی اپنی ایک تحریر میں بتایا تھا کہ وہ نے زمین کے یہ ٹک حصے چمکڑے تقریباً ۵۰ ملین سال پہلے آپس میں (ایک دوسرے سے) ٹکڑے ہوئے تھے۔ ٹنگلی کا یہ عظیم ترین واحد ٹکڑا جس کا نام پانگالی (Pangaea) تھا، کرگاریش کے جنوبی قطب میں واقع تھا۔

تقریباً ۱۸۰ ملین سال پہلے ٹنگلی کا یہ عظیم الجثہ ٹکڑا پانگالی دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا اور تقسیم شدہ یہ دو ٹکڑے مختلف سمتوں میں حرکتے گئے۔ ان دو ٹکڑوں میں سے ایک گونڈوانا (Gondwana) تھا، جس میں امریقہ، آسٹریلیا، انٹارکٹیکا اور ایشیا شامل تھے۔ دوسرے براعظم کا نام اوریشیا (Laurasia) تھا، جس میں یورپ، شمالی امریکا اور ایشیا کے شمالی حصے شامل تھے۔ اس تقسیم کے ۱۵۰ ملین سال بعد گونڈوانا اور اوریشیا مزید ٹکڑے ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے گئے۔

یہ براعظم پانگالی کی تقسیم کے بعد مستقل زمین کی سطح پر چند ملٹی میٹر فی سال کے حساب سے حرکتے رہے اور اس دوران زمین پر سمندر اور ٹنگلی کے حساب سے تبدیلی کا سبب بنتے رہے۔



بیسویں صدی کی ابتدا میں ہوتے والی ارضیاتی تحقیق کے نتیجے میں سائنس دان بالائی سطح زمین کی اس حرکت کو یوں بیان کرتے ہیں:

بالائی سطح زمین اور گلاب زمیں (Mantle) کے اوپر ہی تھکے جن کی موٹائی تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر ہوتی ہے، ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ جنسے ٹیٹھیں کہتے ہیں۔ یہاں چوڑی اور کچھ چھوٹی ٹیٹھیں موجود ہیں۔ پینٹ ٹیکٹونکس (Plate Tectonics) نظریے کے مطابق یہ ٹیٹھیں زمین پر اپنے بحر اوقیانوسوں اور سمندروں کو لیے ہوتے حرکت پڑ رہتی ہیں۔ براعظمی حرکت ایک سے پانچ سینٹی میٹر فی سال ہوتی گئی ہے۔ یہ ٹیٹھیں اگر ہی طرح مسلسل حرکت پڑ رہیں تو یہ زمین کے نظریے میں ایک آہستہ تبدیلی کا سبب بنتی ہیں۔ مثال کے طور پر ہر سال انراکلا میں کچھ چوڑا ہوا ہوتا ہے۔

یہاں ایک بہت ضروری نقطہ بیان کرنا ضروری ہے کہ خدا نے ان آیت میں یہاں ان کے بارے میں (ہاتھوں کی طرح) اڑانے جانے کا احوال دیا ہے۔ آج جدید سائنس دان بھی ان حرکت کے لیے "براعظمی ریز" (Continental Drift) کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

یاد رہے یہ سائنسی حقیقت جسے حال ہی میں سائنس نے دریافت کیا ہے، اور ان کا قرآن میں اعلان کیا گیا، قرآن کے مجھروں میں سے ایک مجھرو ہے۔

## لوہے میں معجزہ

قرآن میں جن عناصر (Elements) کا ذکر کیا گیا ہے، لوہا ان میں سے ایک ہے۔ سورۃ الحديد (جس کے معنی لوہے کے ہیں) میں اس میں اطلاع دی گئی۔

— وَالزُّلْفَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمُلَافِعُ الْمَنَاسِ —  
 ”... اور لوہا ہیرا کیا اس میں (اس طرح) بگ کے علاوہ اسے (ظہر) بھی شدید ہے اور لوگوں کے لیے عذاب ہے بھی ہیں۔“ (سورۃ الحديد: ۲۵)

اس آیت میں لکھا گیا کہ لوہا لوہا لوہا کے قلم سے گئے لیے ہے، لیکن اگر ہم اس لفظ کے ادبی معنی پر غور کریں، یعنی ”طبعی طور پر آہٹان سے لیے اتارا ہوا“ تو ہم پر آشکار ہوتا ہے کہ یہ آیت ایک بے حد اہم سائنسی معجزے پر دلالت کرتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جدید خلائی ذراتوں نے انکشاف کیا ہے کہ تاری زمین پر پایا جانے والا لوہا ہیرا ذراتی خلا میں پائے جانے والے بیوجتات ستاروں سے آیا ہے۔



کائنات میں ہماری اوجھ میں پائے ستاروں کے سرگزشتوں میں بنتی ہیں، بلکہ ہمارے کلام شمس میں اپنے طور پر لوہا پائے کیلئے ایک مناسب اجزاء ہوا ہوا نہیں۔ لوہا صرف سوخت سے بہت جلد ستاروں میں ہی بن سکتا ہے جن میں وہ چند سو سو پندرہ سو ملین ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ جب ایک ستارے میں لوہے کی مقدار ایک خاص تناسب تک جا پہنچتی ہے تو یہ ستارہ اس مقدار کو بڑھانے والا ہو سکتا ہے، نتیجتاً یہ چہرہ ”نوا“ (Nova) یا ”سپر نوا“ (Supernova) کی صورت میں پھٹ جاتا ہے۔ اس دھماکے کے باعث شہابِ ثاقب خلا میں بکھر جاتے ہیں جن میں لوہا موجود ہوتا ہے۔ یہ شہابِ ثاقب خلا میں بہت جلد تھک کر کسی خلائی جسم (سیارہ یا ستارہ) کی کششِ ثقل کے ذریعہ آ کر اس کی جانب ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ لوہا زمین پر نہیں پائے جاتا، بلکہ خلا میں پھٹنے والے ستاروں سے شہابِ ثاقب کے ذریعے آیا، اور ”زمین پر نازل ہوا“ ہائیکل اس امرت جیسا کہ آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں یہ صاف ظاہر ہے کہ اس حقیقت کو سائنسی طور پر ساتویں صدی عیسوی تک نہیں جانتا جاسکتا تھا کہ جب قرآن نازل ہوا۔

## تخلیق میں جوڑوں کا کردار

سَخَّرَ النَّبِيُّ خَلْقَ الْأَزْوَاجِ كُلِّهَا بِمَا تَمَثَّلَتْ الْأَرْوَاحُ  
وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يُفْلَتُونَ ۝

”وہ لوہا پاک ہے جس نے زمین کی نباتات کے اور خود ان کے اور  
جن چیزوں کی ان کو فتح نہیں سب کے جوڑے بنائے۔“

(سورہ اسراء، آیت ۳۰)

پروفیسر ڈیراک نے ”کوانٹم الیکٹروڈائنامکس“ کے لیے پاپولر سائنس کے لیے یہ بیان کیا کہ ”جن چیزوں کی ان کو فتح نہیں“ ایک وسیع معنی رکھتا ہے۔ آج اس آیت کے ایک اور معنی دریافت ہوئے ہیں۔ برطانوی سائنس دان پال ڈیراک (Paul Dirac) نے ۱۹۲۸ء میں طبعیات کا لوہا انعام دیا گیا تھا، یہ نظریہ پیش کیا کہ مادہ جوڑوں میں تخلیق ہوا ہے اس دریافت میں سے ”Parity“ کا نام دیا گیا، کہا گیا کہ مادہ کو اپنے ضد مادہ (Anti Matter) سے الٹ (Paired) کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر مادے کے ذرات برقیں، ضد مادے کے الیکٹرون مثبت بار (Positive Charge) رکھتے ہیں، اور ان کے برعکس پروٹون پر منفی بار (Negative Charge) ہوتا ہے۔ ایک سائنسی مشہور میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے

”... جوڑو ہونے کا لطف ہمارے لئے ہے  
خداوند کو رکھتا ہے۔ اور یہ تیر جینی  
تخلیق میں بتاتا ہے کہ اللہ تخلیق  
(Pair Creation) اور بربت کا  
(Pair Annihilation) - خلا  
(Vacuum) میں بربت اور بر  
مقام پر ہوتی رہتی ہے۔“



Professor Paul Dirac

## اضافیت زماں

آج زماں کی اضافیت (Relativity of Time) ایک ثابت شدہ سائنسی حقیقت بن چکی ہے۔ اس کا انکشاف بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت (Einstein's theory of relativity) کی بدولت ہوا۔ اس وقت تک لوگوں کو اس کا علم نہ تھا کہ زماں ایک اضافی تصور ہے، اور یہ ماحولی کے مطابق تبدیل ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ عظیم سائنس دان البرٹ آئن سٹائن نے اس حقیقت کو نظریہ اضافیت سے ثابت کیا۔ اس نے ثابت کیا کہ وقت کا اظہار گیت (Masa) اور اسراع (Velocity) پر ہے۔ تاریخ انسانی میں کسی دوسرے نے اس حقیقت کو اس واضح انداز میں پیش نہیں کیا۔

مگر ایک استثنا کے ساتھ قرآن نے وقت کے تعلق بتایا کہ یہ اضافی ہوتا ہے! کچھ آیات میں ایسے آتے ہیں:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْغَيْبِ ۖ لَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۖ وَإِنَّ  
يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعْلَمُونَ ۝

”اور آپ یہ لوگ باتم سے غیب کے لیے پلہتی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اور ایک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کے روز سے ہزار سالی کے براب ہے۔“ (سورہ الحج آیت ۴۷)





يَذُرُّ الْأَسْرِمِينَ السَّلَاءَ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَفْرُجُ إِلَيْهَا فِي  
 يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ الْفَتْ مِئَةَ مِئَةٍ تَعْلُونَ ۝  
 ”وہی آسمان سے لگن تک (کے) پیر کام کا انکھام کرتا ہے۔ پھر وہ  
 ایک روز جس کی مقدار چھ ماہ کے مطابق ہزارتوں ہوگی،  
 اس کی طرف سمود (اور جوع) کرے گا۔“ (سورہ یوسف: ۲۹)  
 تَعْرُجُ السَّلْسَلَةَ وَالرُّوْحَ الْبَيْسَ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ  
 خَمْسِينَ الْفَتْ مِئَةً ۝

جس کی طرف روح (الامین) اور فرشتے پڑتے ہیں (اور) اس  
 روز (تازل ہوگا) جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔“

(سورہ یوسف: آیت ۲۹)

کچھ آیات میں اشارہ دیا گیا ہے کہ مختلف لوگ ایک وقت کا ارادہ مختلف طور پر  
 کرتے ہیں اور یہ کہ بعض اوقات لوگ ایک بے حد مختصر وقت کو ایک بے حد لمبا وقت سمجھتے  
 ہیں۔ اور جیسا کہ آیت کوہوں کی قیامت میں کی گئی تھی تو ایک آگس مثال ہے۔

قُلْ كَمْ لِيَوْمِكُمْ فِي الْأَرْضِ عَشْرًا سِتِينَ ۝ قَالُوا الْبُنْيَانُ يَوْمَئِذٍ  
 أَوْ أَضْفَى يَوْمٍ فَسَلِّ الْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا  
 قَوْلَكُمْ كَلِمَةٌ تَعْلُونَ ۝

”(خدا) پوچھے گا، کہ تم زمین میں کتنے برس رہے ہو لیکن تم کہو  
 ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے شمار کرنے والوں سے  
 پوچھ لیجئے۔ (خدا) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے  
 کاش تم جانتے ہو۔“ (سورہ الاحقاف: آیت ۱۷-۱۸)

اصناف زمان کے حقیق قرآن میں واضح انداز  
 میں ۶۰ عیسوی میں بتایا گیا تھا، یا ایک اور جوت  
 ہے کہ قرآن ایک مقدس کتاب ہے۔



## پارش کا تناسب

قرآن میں پارش کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر پارش ایک مقررہ پیمانے پر کاسب میں لگی جاتی ہے۔ اسے سورۃ انفکاف میں یوں بیان کیا گیا ہے:

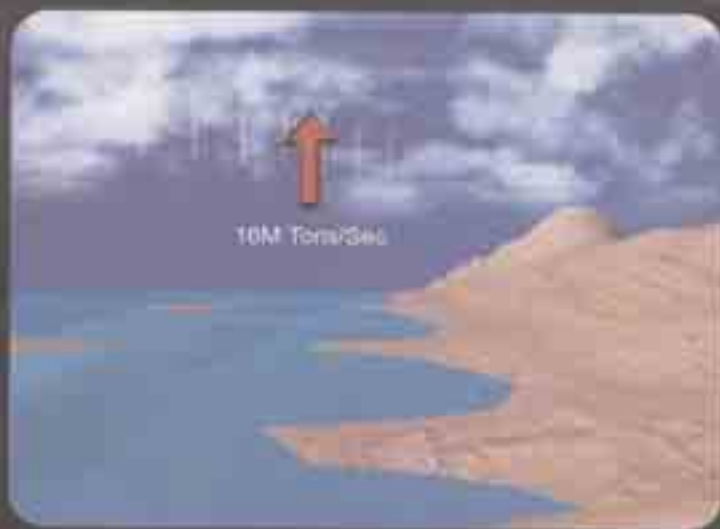
وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَقَدَرًا فَوَاسِقًا لِّمَا بِهِ بَلَاءٌ  
لِّبَنَاتِنَا كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵﴾

اور جس نے ایک امانت کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے شیر مرہ کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم (زمین سے) نکالے جاؤ گے۔“ (سورۃ انفکاف: ۵)

پارش کی اس مقررہ مقدار کو ایک بار پھر یہ حقیقت نے ثابت کر دیا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صرف ایک ایکڑ میں زمین سے تقریباً ۱۲ ٹن پانی بخارات کی صورت میں اوج پکڑا جاتا ہے۔ یہ مقدار ایک سال میں تقریباً ۵۱۳ ٹن پانی ہے۔ یہ مقدار زمین پر ایک سال میں ہونے والی پارش کے مساوی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پانی "مقررہ پیمانہ" پر ایک پکڑ کی صورت میں مسلسل گردش میں رہتا ہے۔ زمین پر زندگی، پانی کے اس چکر پر انحصار کر رہی ہے حتیٰ کہ اگر لوگ زمین پر موجود تمام دستیاب ذرائع استعمال کر لیں تب بھی وہ اس قابل نہ ہوں گے کہ وہ مصنوعی طریقے سے پانی کے اس چکر کو دوبارہ نکالیں۔



حتیٰ کہ اس سارے عمل میں ایک بہت معمولی سا انحراف بھی زمین پر بہت بڑے ماحول پاتی توازن کے بگاڑ کا سبب بن سکتا ہے۔ جہاں زمین پر زندگی کے انعام کا باعث ہوگا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا، اور پارش قرآن میں بتائی گئی مقررہ مقدار کے مطابق ہی ہر سال برسی راتی ہے۔



یہ وہاں پانی کی مقدار اور جہز میں سے آئی گاڑتے کی صورت میں اونچائی ہے اور وہاں پانی کی  
 صورت میں زمین پر برقی ہے یہ مقدار کھانا ہوتی ہے آبی ۱۰۰۰ لیٹر میں اس مقدار کے  
 ہونے میں قرآن اعلان کرتا ہے کہ انہوں نے آسمان سے ایک ٹن زمین مقدار میں پانی ڈالی کیا اس  
 مقدار کی کیا ہے زمین پر پانی ہوتی اور ان کے تھے میں دلوں کی آواز کے تھے  
 بہت قدرتی ہے۔



## بارش کا بننا

بارش کیسے بنتی ہے؟ یہ سوال طوفان میں مرے تک صحابہؓ کا ہونا یاد آتا آتا کہ موسیقی ریلج اور لکھا اور بارش کے بننے کے مختلف مراحل دریافت ہوئے۔

اس کے مطابق بارش بننے کے تین مراحل ہوتے ہیں۔ اول، بارش کا "خام مواد" ہوا کے ساتھ ہوا چلتا ہے۔ اس کے بعد ہادل بنتے ہیں اور آخر میں بارش کے قطرے نکلتے ہوئے ہیں۔

قرآن میں بارش بننے کے عمل کے بارے میں بائبل بھی طریقہ بتاؤ گیا ہے۔ ایک آیت میں بارش بننے کے عمل کے بارے میں اس طرح بیان کیا گیا ہے

اللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُحْمَلُهُمْ فِي سَحَابٍ فِيَسْطَلُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيُنْفِثُ فِي سَفَا مُرْوٰى الْوٰوِقِ وَيَخْرٰجُ مِنْ حَلٰقٍ ؕ فَاِذَا اَصَابَ مِنْهُ مِنْ شَيْءٍ مِنْ عِبَادَةٍ اِنَّا هُمْ بِشَيْءٍ شٰوِرُونَ ؕ

"خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھاتا ہے تو ہواؤں کو بھارتی ہیں پھر خدا اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں بھینچا دیتا اور تہہ پتہ کر دیتا ہے۔ پھر تم اسے دیکھتے ہو کہ اس کے بجائے اس سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اسے نازل کرتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔" (سورہ بقرہ آیت ۱۸)

آئیے اب ہم مندرجہ بالا آیت میں بیان کردہ ان تین مراحل کا فنی طور پر مزید جائزہ لیتے ہیں۔

پہلا مرحلہ: "خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھاتا ہے۔"

سندوں کی سطح پر بھانگ کے ذریعے لا تعداد ہوا کے ٹپٹے مسلسل بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں اور اس طرح پانی کے ذرات ہوا کی جانب اچھلتے ہیں۔ یہ ذرات جو لگ بھگ کافی مقدار اپنے اندر رکھتے ہیں، ہوا کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور فضا میں اوپر اچھلتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ذرات ایروسل (Aerosols) کہلاتے ہیں، یہ آبی پھندے (Water Traps) کا کام کرتے ہیں، اور خود کو آبی بخارات (جو سندوں کی سطح سے چھوٹے چھوٹے قطروں کی صورت میں ہوا چھلتے ہیں) کے گروئنگ کر کے ہادل کے گلے بناتے ہیں۔



ہر بی تصویر میں پانی کے اجمال پھولے ندریں کو ہوا میں لٹنے کو ملے دکھا دیا گیا ہے۔ یہ پانی کے تینے کا پانچواں حصہ ہے۔ ان کے پھولے ہونے کے لئے پانی میں پانی کے لٹنے کے لئے ہر حصہ ۱۲ میں مشعل ہو جائیں گے ۱۲ کھار پانی ہونے کے لئے کھینک ۳۰ ہا گیا ہے۔ ان کے پانی سے مراحل ۱۲ مشعل قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا مرحلہ: "تو وہ پادوں کو ابھارتی ہیں۔ پھر خدا ان کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور تہہ پرتہ کر دیتا ہے۔"

پادوں اور ہوا میں موجود نمکیاتی قلموں (Salt Crystals) کے گرد آبی بخارات کے کشیف ہونے یا ہوا میں موجود گرد کے ذرات سے ہٹتے ہیں۔ چونکہ ان پادوں میں پانی کے قطرے انتہائی چھوٹے (0.01 سے لے کر 0.02 ملی میٹر قطر تک) ہوتے ہیں، اس لیے یہ پادوں ہوا میں مشعل ہو جاتے ہیں، اور آسمان پر پھیل جاتے ہیں۔ ان طرح آسمان پادوں سے ڈھلک جاتا ہے۔

تیسرا مرحلہ: "پھر تم دیکھتے ہو کہ میں ان کے بیچ میں سے جین لٹنے لگتا ہے۔"

پانی کے تھنے ذرات، جو نمک کی قلموں اور گرد کے ذرات کے گرد گروہ بن جاتے ہیں، بڑے ہوتے جاتے ہیں اور پادوں کے قطرے بننے لگتے ہیں، ان لیے یہ قطرے ہوا سے ابھاری ہو کر پادوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر پادوں کی صورت میں گرنے لگتے ہیں۔

ہیسا کہ ہم نے دیکھا پادوں بننے کا ہر مرحلہ قرآن کی آیات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ مزید برآں ان مراحل کو پانچ گنج ترتیب کے ساتھ واضح کیا گیا۔ زمین پر ہونے والے بہت سارے قدرتی مظاہر کی طرح خدا عزوجل نے ان مظاہر کے لیے بھی گنج قرین ترتیب کی اور لوگوں کو اس کی سائنسی دریافت سے مستعد بنانے کے لیے یہ بات بتادی۔

ایک اور آیت میں پادوں کے پھولے ہونے کے بارے میں مستند ذیل معلومات فراہم

کی گئی ہیں

الْم تَرَانِ اللّٰهُ يُرِجِيْ سَفَابًا لَّمْ يُؤَلَّفْ مِنْهُ لَمْ يُجْعَلْهُ  
 وَكَلَّمْنَا فَمَرَى الرَّوْقِ يَخْرُجُ مِنْ خَلْلِهِ وَيَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ  
 مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ مَرٍ وَفِيهَا مِنْ مَرٍ وَفِيهَا مِنْ مَرٍ  
 عَنْ تَنْ يَشَاءُ بِكَالْمَسَاءِ مِنْهُ يَنْعَثُ بِالْأَسْبَابِ  
 ”کہا کرتے ہیں دیکھا کہ خدا ہی ہادوں کو چلاتا ہے، پھر ان کو آگس  
 میں ملا دیتا ہے، اور ان کو تپتہ کرتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ ہادوں  
 سے پیدل لگی (گرہیں) رہا ہے اور آسمان میں جو (ہادوں کے)  
 پیدل ہیں ان سے اگلے ہادوں کو تپتہ کرتا ہے، تو اس سے چاہتا ہے اس کو  
 برسا دے اور اس سے چاہتا ہے بنا دے۔ اور ہادوں میں جو  
 نکل ہوتی ہے اس کی پتلا آگسوں کو لاخیر کر کے چھائی کو اچھے  
 لیے جاتی ہے۔“  
 (سورہ نور، آیت ۴۳)

- ہادوں کی اقسام کا مطالعہ کرنے والے سائنس دان ہادوں برساتنے والے ہادوں  
 کی تشکیل کے متعلق تھیں ان کن بنا کی پر پھیلے۔ ہادوں برساتنے والے ہادوں مخصوص مراحل اور  
 لگاموں میں بنتے اور نکل پڑتے ہیں۔ کوہلو لوس (Cumulonimbus) ہادوں  
 برساتنے والے ہادوں کی ایک قسم ہے، اس کی تشکیل کے مراحل مندرجہ ذیل ہیں:
- ۱) پہلے مرحلے میں ہوا کے ذریعے ہادوں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں، اس لیے  
 اس مرحلے کو Being Driven Along کہا جاتا ہے۔
  - ۲) دوسرے مرحلے میں چھوٹے ہادوں (Cumulus Clouds) ہوا میں اڑتے ہوئے  
 آگس میں ملتے جاتے اور ہادوں کے بڑے ٹکڑے بناتے ہیں۔





## بار آور ہوائیں

قرآن کی ایک آیت میں ہواؤں کی "بار آور" خصوصیات اور اس کے نتیجے میں بارش کے بننے کے بارے میں یوں بیان ہے:

وَأَنْزَلْنَا السَّيْحَ لِرَوَاحِ لِنُنزِلَنَّ السَّمَاءَ مَاءً فَتَسْقِيَنَا كُنُوزًا  
وَعَنَّا أَنْتُمْ لَهُ بَخِيلِينَ ﴿۱۰﴾

"اور ہم ہی ہوائیں جلاتے ہیں (جو بادلوں کے پانی سے) بھری ہوئی  
(ہوتی ہیں) اور ہم ہی آسمان سے پانی برساتتے ہیں اور ہم ہی تم کو اس کا پانی

جاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے۔" (سورہ ہود، آیت ۱۰)

اس آیت میں نشا ثوری کی گئی کہ بارش بننے کے عمل میں پہلا مرحلہ ہواؤں  
ہیں۔ تیسویں صدی عیسوی تک ہواؤں اور بارش میں یہ تعلق سمجھا جاتا تھا کہ ہوائیں بادلوں  
کو چلاتی ہیں مگر بعد میں موسمیاتی دریافتوں نے ہواؤں کے بارش برسانے کے عمل میں ان کا  
"بار آوری" کا کردار دکھایا۔

ہواؤں کا بار آور کردار متنبہ میں انداز میں کام کرتا ہے:

پانی کے بھانگ بننے کے عمل کی وجہ سے سمندروں کی سطح پر لہو لہو ہونے لگتا ہے  
رہتے ہیں۔ جس گھڑی یہ ہلنے پھلنے لگتے ہیں۔ جزروں کی تعداد میں نئے نئے  
ذرات جن کی موتالی اکثر یا ایک ملی میٹر کا سواں حصہ ہوتی ہے اور ہوا میں  
اچھل جاتے ہیں۔ یہ ذرات، جنہیں "ایروسول (Aerosols)" کہتے  
ہیں، ہوا کی وجہ سے زمین سے اڑی ہوئی گرد کے ساتھ چل جاتے ہیں، اور لہو  
کی اوپر کی تہوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہوا کے ذریعے بخاری ہلچلے ہوتے یہ  
ذرات یہاں موجود پانی کے بخارات کے ساتھ چل جاتے ہیں۔ پانی کے  
بخارات ان ذرات کے ارد گرد جمع ہوا اور تکثیف ہونا شروع ہو جاتے ہیں،  
اور پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرے کی شکل اختیار کرنے لگتے ہیں۔ یہ  
چھوٹے چھوٹے قطرے پہلے آپس میں مل کر بادلوں کی شکل اختیار کرتے  
ہیں، اور پھر زمین پر بارش کی صورت میں گرے جاتے ہیں۔

ہوائیں فضا میں جرتے ہوئے پانی کے بخارات کو ان ذرات کے ساتھ جنہیں یہ  
سمندروں سے لاتی ہیں "بار آور" بنا کر بارش کے بادلوں کے بننے کا سبب بنتی ہیں۔



اگر ہواؤں میں یہ خاصیت نہ ہوتی تو اوپر کی فضا میں پانی کے ٹھٹھے قطرے نہ پڑتے اور پکار نہ پڑیں گا کوئی وجود نہ۔  
 یہاں سب سے ضروری نقطہ یہ ہے کہ بادش کے لیے ہواؤں کے اس لازمی کردار کے بارے میں صدیوں پہلے قرآن کی ایک آیت میں بتا دیا گیا۔ ایک ایسے وقت جب لوگ قدرتی مظاہر کے متعلق بہت کم جانتے تھے۔



اوپر والی تصویر میں ایک سو کے بچے کے مختلف مراحل دکھانے گئے ہیں۔ سندر میں سونچا پانی کی آغ پر پڑنے والی ہواؤں کی وجہ سے نقل ہیں۔ ہوا کی مدد سے پانی کے ذرات ایک دوسرے کی شکل میں حرکت کرنے لگتے ہیں۔ ذرات میں یہ حرکات جلدی کیے جھونکے سے لوہوں کے ذرات کا اسی طرح بن جاتی ہیں۔ ہوا میں لوہوں کی وجہ سے بچے والے ٹھٹھے ہوا میں شامل ہونا شروع کر دیتے ہیں۔ بادش کے بچے کے گل میں پو پھا مرط ہے۔ اس گل کو آیت میں ایسے مظاہر کہا گیا ہے: "اور ہم ہی پالی سے مٹی ہوئی ہواؤں کو بھیجے ہیں تاکہ ہم ہی آسمانوں سے پالی بنا سکتے ہیں۔"



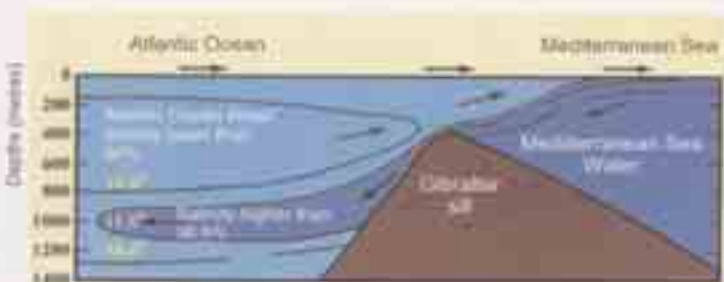
## سمندر جو آپس میں نہیں ملتے

سمندروں کی ایک خاصیت، جو حال ہی میں دریافت ہوئی ہے، اس کا ذکر قرآن کی ایک آیت میں کچھ اس طرح آیا ہے

بِوَجِّهِ الْمَغْرِبِ يَلْتَقِينَ ۗ لَآ يَلْمِئْنَآ بِوَجِّهِ ۗ لَآ يَلْمِئْنَآ بِوَجِّهِ ۗ لَآ يَلْمِئْنَآ بِوَجِّهِ ۗ  
 ”اسی سے دور پاروں کے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں  
 لکھا ہے کہ (اس سے) کہا نہیں کر سکتے۔“

(سورہ النحل آیت ۱۰۵)

ماہرین بحریات نے سمندروں کی اس خاصیت (کہ وہ ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں مگر آپس میں ملتے نہیں) کے بارے میں حال ہی میں دریافت کیا ہے۔ ایک طبیعی طاقت جو سطحی کشش (Surface Tension) کہلاتی ہے، کی وجہ سے قریبی سمندروں کے پانی کی باہم آمیزش نہیں ہوتی۔ ان کے پانیوں کی کشش میں فرق کی وجہ سے، سطحی کشش آپس میں ملتے نہیں دیتا گویا ان کے درمیان ایک پارکنڈیج اسٹائن دی گئی ہو۔  
 یہاں دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ایک ایسے دور میں جب لوگوں کو طبیعیات یا سطحی کشش کا کوئی علم نہ تھا، اس حقیقت کو قرآن میں ظاہر کر دیا گیا تھا۔



کراکالی اور کورڈوم میں اورنگی بوجھ، طاقتور مچھلیاں، پانی ہائی ہیں۔ انہیں  
 الطارق کے نام سے پکارا جاتا ہے، انہیں کراکالی میں کراکالی ہے لیکن ان کا سبب درست  
 طبیعتی اور کشش ہے۔ انہیں کراکالی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور انہیں کراکالی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔  
 شہدہ ہے۔



معماری سیار سے قبل الطارق کی گئی تصویر

## سمندروں کی تاریکی اور اندرونی لہریں

أَو كَطَلَسْتِ إِنْ بَحْرٍ لَجَوِيٍّ يَغْشَى تَوْجِيحَ بَيْنَ قَوْفِهِ مَوْجٌ مِّنْ قَوْفِهِ  
 مَوْجُهُ سَخَابٌ "ظَلَسْتُ" يَعْنِيهَا فَوْقَ بَعْضِ إِذَا أُخْرِجَ بِدَاءٍ  
 لَمْ يَكُنْ بِرِغَاءٍ "وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا لَمْ يَلْهُدِ لَهُ نُورًا"  
 "یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے ایسے عیش میں  
 اندھیرے میں پر لہر چلی آتی ہو اور اس کے موج اور لہر (آرٹھی ہو) اور  
 اس کے وہی ہولوں میں لہریں اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر  
 ایک (چھایا ہو) اب اپنا لہر لے کر کھینچ کر لے سکتے اور اس کو لہر  
 روٹنی نہ سے اس کا انہیں کسی لہر روٹنی نہیں (میں نہیں)۔"

(سورہ یوسف ص ۳۷)

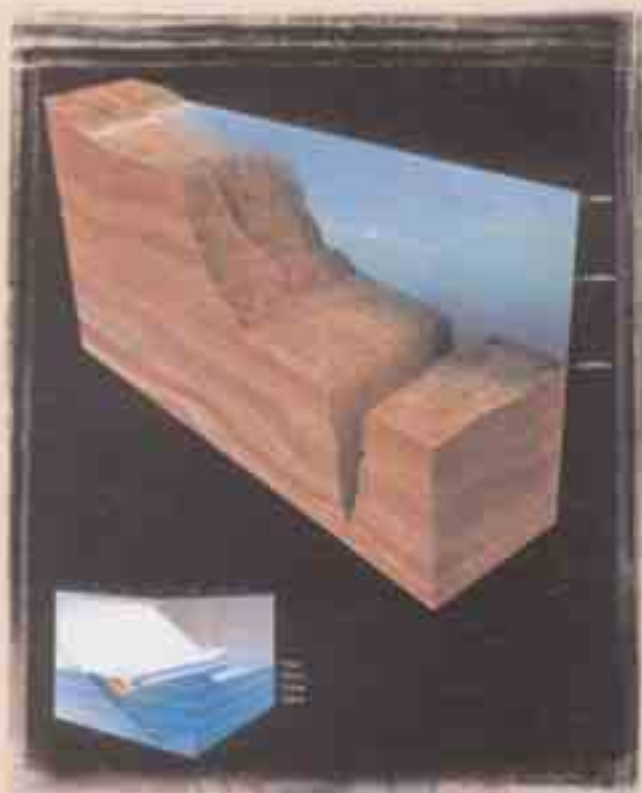
ایک کتاب میں جس کا نام "سمندر (Ocean)" ہے، گہرے سمندروں کے  
 عمومی یا اولیٰ کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

"گہرے سمندروں اور لہروں میں ۲۰۰ میٹر اور اس سے گہرے تاریکی  
 ہوتی ہے۔ اتنی گہرائی میں روشنی نکل کر یا اہل نہیں ہوتی۔ تاہم ۱۰۰۰  
 میٹر کی گہرائی میں تو کسی جسم کی روشنی کا وجود نہیں ہوتا۔"

آج ہم سمندروں کے عمومی سماعت، اس میں پائے جانے والے جانداروں  
 کے عرصے، اس کی تکثیفی اور اس کے ساتھ ساتھ ان میں پانی کی مقدار ان کی سطح کے نیچے  
 اور ان کی گہرائی کے بارے میں جانتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ہماری گہرائی اور ان  
 اور خصوصی آلات سے سائنس دانوں کو اس قابل کر دیا کہ وہ یہ معلومات مزید کر سکیں۔

انسان اس قابل نہیں کہ وہ خاص قسم کے آلات کے بغیر چالیس میٹر کی گہرائی  
 سے زیادہ گہرائی تک۔ وہ ان آلات کے بغیر سمندروں کے گہرے اور تاریک حصوں میں  
 ۳۰۰ میٹر کی گہرائی میں زندگی رکھ سکتا۔ ان وجوہ کی وجہ سے سائنس دان اس جدید اور نیا  
 اس قابل ہو سکے ہیں کہ سمندروں کے بارے میں مفصل معلومات دریافت کر سکیں۔ مگر سورت  
 نور میں "گہرے سمندر میں تاریکی" کا ذکر ۱۳۰۰ سال پہلے ہو چکا تھا۔ قرآن کا یہ قیمتی طور  
 پر لہو ہے کہ یہ حقائق ایک ایسے وقت فراہم کیے گئے جب آدمی کے پاس ایسے آلات  
 دستیاب نہ تھے کہ وہ سمندر میں اتنی گہرائی تک لگ سکتا۔

مزید برآں سورہ نور کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۳۰ میں یہ لفظ بھی آتی ہے اور اس کے لیے اور لفظ (آری ہو) اور اس کے لیے بالکل اور... ایسا ہی تو قرآن کے ایک اور لفظ کی طرف آتی ہے:



یہ ہے کہ سورہ نور کی آیت سے کی جانے والی جانکوں کے مطابق سورہ کی آیت سے سورہ کی روشنی کا ۳ سے ۳۰ فی صد حصہ واپس آگیا ہے۔ اس کے بعد روشنی کے طیف (Light Spectrum) کے آریا تمام رنگ ہمارے چہرے کے پیلے ۳۰ سے ۴۰ فی صد تک کے حصے پر پڑتے ہیں (چھوٹی تصویر)۔ ایک بڑا حصہ چہرے کی جسم کی روشنی بھی لگتی ہے (بڑی تصویر)۔ اس سائنس اہلیت کی جانب قرآن نے سورہ نور میں پہلے سورہ کی آیت میں اشارہ کیا ہے:



یہ شعور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانی کی وہ  
عقود کثافت ہائیڈروجن کے تمام اشیاء  
کی بنیادی کرنی ہے۔ یہ پانی کے ذرات  
کو یک پارہ اور ایک جگہ ہائیڈروجن  
باندھنے کی طاقت کی طرف قرآن کی جملہ  
کی آیت میں صراحتاً بیان ہے اللہ تعالیٰ کی  
پہلی فرمائش اور اللہ تعالیٰ کے نام میں پانی  
کے ذرات کی شکل اور طاقت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پانی ہی میں اور طاقت کیا کہ سمندروں میں  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ہوتی ہیں جو مختلف کثافت کی تہوں کے درمیان  
کثافت کے اوج واقع ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمندروں اور  
بحروں کے گہرے پانیوں کو احاطہ لیتی ہیں، کیونکہ گہرا پانی اپنے  
اوپر والے پانی کی یہ نسبت زیادہ کثیف ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے پانی کی کثافت کی مانگ لیتی ہے۔ یہ پانی کی لہروں کی طرح  
گہرے پانی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لہروں کی آہستگی،  
لیکن ان کو سراج ایک خاص مقام پر پہنچا کر اور لہروں کی  
تہوں کی لہروں سے لگاؤ جاسکتا ہے۔

قرآن حکیم کا بیان اور کی تفصیل کے ساتھ ہمیں طور پر ہم آہنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ  
کے آدھی کو صرف پانی کی لہروں کی لہروں نظر آسکتی ہیں۔ ان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ سمندر  
کے اندر کی لہروں کو دیکھ سکے۔ مگر سورہ نور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور قسم کی لہروں کی جانب  
مہذب کر رہا ہے، جو سمندروں کی لہروں میں پائی جاتی ہے۔ یہ بات چینی ہے کہ جس  
حقیقت کو سائنس دانوں نے دور بعد میں دریافت کیا ہے، ایک بار پھر یاد کر رہی ہے کہ  
قرآن خدا کا کام ہے۔



## ہماری حرکات قابو میں رکھنے والا حصہ

كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لِنَسْفَعَنَّ بِأُنْجَابِهِ كَذَابِ الْهَالِكِ ﴿٦٦﴾  
 دیکھو اگر وہ باز نہ آئے گا تو ہم (اس کی) اور پستی کے ہال نکال کر گھسیٹیں گے،  
 یعنی اس بھروسے نکالنا کہ وہ پستی کے ہال نکالے گا۔

(سورہ صافات: آیت 66)

انہی کی آیت میں استعارہ "کھسی چوتی" بھوتی گنہگار نہرت و لیسپ ہے۔ عالی مشروں  
 میں کی گئی تھقلات سے رہا چلا ہے کہ دماغ کے اگلے سے پہلا حصہ جو کھوپڑی کے سامنے کے حصے  
 میں ہوتا ہے دماغ کے مخصوص افعال کا اسے ادارہ ہے۔ سائنس دانوں نے دماغ کے اس حصے  
 کے افعال کو شش ماہوں سال میں دریافت کیے ہیں، جن کی انتہائی قرآن سے چودہ سو سال پہلے  
 کر دی۔ ڈاکٹر ہم انسانی کھوپڑی کے اندر کے سامنے کی جانب سے دیکھیں تو دماغ کے سامنے کا  
 حصہ نظر آئے گا۔ ایک کتاب جس کا نام "Essentials of Anatomy and Physiology" ہے،  
 میں دماغ کے اس حصے کے کاموں کے تعلق کی گئی جدید تھقلات کے بارے میں یوں بیان ہے:  
 انسانی دماغ کے اندر انسانی حرکات کی منصوبہ بندی اور اس کے لیے  
 جس ترتیب اور درجہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ دماغ کے اگلے کوئلے  
 (Lobes) میں اس کے سامنے کے حصے میں ہوتی ہے۔ یہ حصہ  
 ہے انسانی دماغ کو رکھنے والا۔

اس کتاب میں آگے دیا ہے۔

تحریک سے تعلق کی بنا پر دماغ کے سامنے سے پہلے کا حصہ چار حصوں  
 بنا ہوتا ہے جن کی مرکز تپالی آیا جاتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ دماغ کا یہ حصہ منصوبہ بندی،  
 تحریک اور اگلے اور بڑے رویے کا اسے ادارہ ہے۔  
 اور دماغ کوئی اور صاف کوئی کا بھی اسے ادارہ  
 ہے۔ یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ بیان "بھوتی گنہگار  
 چوتی" مکمل طور پر انہی کی تھقلات سے تعلق رکھتی

ہے۔ سائنس دانوں نے اس تھقلات کے بارے میں حالی ہی میں جانا ہے مگر عدائے قرآن میں  
 صدیوں پہلے بتا دیا تھا۔



## انسان کی پیدائش

قرآن میں لوگوں کو ہدایت کی جانب دعوت دینے کے لیے کافی مطابقت اور حقائق پر غور کی جاتی ہے۔ ان کی طرف سے انسانی زندگی پر خدا کی طرف سے انسانوں کے لیے ثبوت کے طور پر غور کیا گیا ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات میں انسانوں سے کہا گیا کہ وہ اپنی تخلیق پر غور و فکر کریں۔ ان کو ان کی تخلیق اور ان کی زندگی میں انسان کیسے آیا اور کن مراحل سے گزرا اور اس کی ذات (جوہر) کیا ہے۔

نضر خلقکم مملو لا تحصد قورا ۵ افرما یتم ما تملون ۵  
انتم تملون ان نضر المملون ۵

”ہم نے تم کو (پوری پارہ) پھیلایا ہے تم (وہ پارہ) لے لو گینا  
جی نہیں گنتے اور کہتے کہ جس (لے لے) کو تم (جوہر) کے ہم میں  
لا لے ہو، کیا تم اس (سے انسان) کو لے لے ہو یا ہم لے لے ہیں۔“

(سورہ انفاسہ ۵۱-۵۲)

انسان کی تخلیق اور اس کے مخلوقانہ پہلو پر قرآن کی بہت سی آیات میں زور دیا گیا ہے۔ ان آیات میں کچھ معلومات اتنی مفصل ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی کے ایک آدمی کے لیے ان کا کھنا ممکن نہ تھا۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) آدمی کی تخلیق سارے مادہ تولیہ (Semen) سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے کچھ حصے، کرم جنسی (Sperm) سے ہوتی ہے۔

(۲) نرسہ کی ہدایت بچے کی جنس کا تعین کرتا ہے۔

(۳) انسانی جنین (Embryo) رحم مادہ کے ساتھ ایک جوتک کی مانند چلتا ہے۔

(۴) پانچ جنین رحم مادہ کے جن تارکینہ حصوں میں پروان چڑھتا ہے۔

جس دور میں قرآن نازل ہوا اس وقت تعلیمی طور پر لوگ جانتے تھے کہ پیدائش کے لیے باہر والی نرسہ کا تعلق ہر وقت مہا اثرت مرد سے نارنج ہونے والے مادہ تولیہ سے ہے اور نرسہ کے بچے کی پیدائش ایک مشابہاتی حقیقت تھی جس کے لیے مزید تحقیقات کی ضرورت تھی۔ تاہم درج بالا معلومات اس دور کے لوگوں کی فہم کی سطح سے بہت اوپر تھیں۔

تیسویں صدی کی سائنس نے ان کی تصدیق کی۔

آئیے اب ہم ان کو یکے بعد دیگرے جانچتے ہیں۔



## قطرہ مادہ کو تولید

مہاشرت کے دوران مرد سے نکلنے والا سوپاں لیٹین کرم جنوی (Sperms) خارج ہوتے ہیں۔ یہ کرم ہاں کے نم میں ایک لیٹین سطر کرتے ہیں جنکی کہ دینا (Ovum) تک پہنچتے ہیں۔ ان ۱۵۰ لیٹین میں سے صرف ایک جہاز اس سطر میں کامیاب ہو پاتے ہیں۔ اس پانچ امت کے سطر کے بعد جہاز جس کا حجم تقریباً تک کے ایک اڑتے کے نصف کے برابر ہوتا ہے، صرف ایک کرم جنوی کو اپنے اندر آئے دیتا ہے۔ چنانچہ آویں کا جرم اس کا سارا مادہ تولید نہیں، بلکہ اس کا ایک انتہائی چھوٹا سا حصہ ہوتا ہے۔ یہ قرآن میں ارشاد ہے

إِنصَبْنَا الْإِنسَانَ مِنْ نَجْوَىٰ ۖ الْمَاءِ يَكُّ نَطْقًا ۖ مِنْ مَنِيٍّ يُمْنًا ۙ

”کیا انسان ڈیال کرتا ہے کہ جو ٹی ٹی اور دیا جانے کا، کیا وہ آویں کا کرم

نم میں اہلی بناتی ہے ایک قطرہ و نطقہ“ (سورہ تہم ۴۰: ۳۷-۳۸)

قرآن ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ آدی دار سے مادہ کو تولید سے نہیں نکالے گا اس کے ایک چھوٹے سے حصے سے وجود میں آیا گیا اس بیان میں اس بات پر خصوصاً زور دیا گیا ہے کہ جہاز ساتھی سے دریافت ہوا قرآن کا بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ بیان الہامی ہے۔



اس تصویر میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس مادے کے کرم جنوی (Sperms) کی شکل ہے۔ مرد سے خارج ہونے والے سوپاں لیٹین کرم جنوی میں سے صرف ایک ہی چھوٹے (Ovum) تک پہنچ پاتے ہیں۔ وہ کرم جنوی کی ہر آویں کا سبب بنتا ہے۔ ان ۱۵۰ کرم جنوی میں سے ایک ۱۵۰ ہے، چنانچہ آپ کو پہاڑتے ہیں۔ انسان مادے کا کوئی حصہ سے ۱۵۰ نہیں نکلیں گا بلکہ اس کے ایک حصے سے ۱۵۰ نکلتے ہیں۔ قرآن میں بیان کیا گیا کہ ”کیا انسان مادہ کو تولید نہیں کرتا جہاز“

## ماذہ تولید کا آمیزہ

سیال جو ماذہ تولید کہلاتا ہے اور جس میں کرم منوی پائے جاتے ہیں، صرف کرم منویہ پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس یہ مختلف مانع جات کا آمیزہ ہوتا ہے۔ ان مانع جات کے مختلف کام ہوتے ہیں مثلاً اس شکر کی فراہمی جو کرم منویہ کے لیے توانائی مہیا کرتی ہے، ذمہ دار کی وہاں پر تیزابیت کو بے اثر کرنا اور کرم منویہ کی آسمان حرکت کے لیے مناسب ماحول تیار کرنا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جب قرآن میں ماذہ تولید کا ذکر آتا ہے تو ماذہ تولید کا ذکر آمیزے کے طور پر کیا جاتا ہے اور آج کی ہدیہ سائنس بھی یہی بات ہمیں بتاتی ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَسْتَمِثُّهَا  
سَبِقًا وَأَخِيرًا

”ہم نے انسان کو نطفہ مخلوط سے پیدا کیا تاکہ اسے آگے ہمیں تو ہم  
لے اس کو سزا دیتے ہیں۔“

(سورہ صافات: ۱۲)

ایک دوسری آیت میں ماذہ تولید کا ذکر پھر آمیزے کے طور پر کیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا کہ انسان کو اس آمیزے کے ”نچوڑ“ سے تخلیق کیا گیا ہے:

الَّذِي أَنشَأَ كَلًّا شَرًّا مِّنْ سُلْطَةٍ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ  
طِينٍ ۚ ثُمَّ خَلَقَ لَسُلْطَةً مِنْ سُلْطَةٍ مِنْ نَّارٍ وَنَارٍ ۚ

جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اس کو پیدا کیا اور  
انسان کی پیدائش کوٹلی سے شروع کیا۔ پھر اس کی لسل مخلوط سے  
(یعنی) آتش پانی سے پیدا کیا۔“

(سورہ صافات: ۱۱)

عربی لفظ ”سلطہ“ جس کا یہاں پر ترجمہ ”نچوڑ“ کیا گیا ہے، کا مطلب کسی چیز کا ضروری یا بہترین حصہ ہوتا ہے۔ کسی اچھی طرح اگر اس کے سنی پر غور کیا جائے تو اس کا مطلب ”کل کا بیڑہ“ ہی ثابت کرتا ہے کہ قرآن

مالک کل کا کام ہے

جو انسان کی تخلیق کو

اس کی ابتدائی گہرائی

تک جاتا ہے۔



## بچے کی جنس

آج تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ بچے کی جنس کا تعین ماں کے تخلیے کرتے ہیں۔ یا کم از کم اس کا تعین تھا کہ جنس کا تعین تراور مادہ، دونوں جسم کے تخلیے کرتے ہیں۔ لیکن قرآن میں میں مندرجہ جسم کی معلومات فراہم ہوتی ہیں کہ بیٹا ہونے والے بچے کی مراد یا نسوانی خصوصیات مادہ تولید کے ایک قطرے سے تخلیق کی جاتی ہیں۔

وَأَنَّا خَلَقْنَا الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ مِن نَّطْلٍ إِذَا  
نَسَبْنَا

اور یہ کہ وہی تراور مادہ وہ جسم (کے مع ان) پیدا کرتا ہے، (یعنی) تخلیے سے جو (م میں) آتا جاتا ہے۔

(سورہ نجم: ۴۵-۴۶)

جینیاتی (Genetic) اور سالماتی حیاتیات (Molecular Biology) کی جدید تحقیقات نے قرآن کی فراہم کردہ ان معلومات کی تصدیق ساتھی طور پر کر دی ہے۔ یہ جان لیا گیا کہ مرد کے کرم منی کے تخلیے ہی جنس کا تعین کرتے ہیں، اور عورت کا اس عمل میں کوئی کردار نہیں ہے۔

کروموسوم (Chromosomes) جنس کے تعین کا خاص عامل ہے۔ ۴۶ کروموسوم میں سے دو ایک انسان کی جنس کا تعین کرتے ہیں، اور یہ ایکس کروموسوم کہلاتے ہیں۔ یہ دو کروموسوم، مرد میں ایکس وائی "XY" اور عورت میں ایکس ایکس "XX" کہلائے جاتے ہیں، کیوں کہ ان کروموسوم کی شکل انگریزی کے ان حروف سے ملتی ہے۔ وائی کروموسوم میں مردانہ پان کے ٹھنڈے ہوتے ہیں جبکہ ایکس کروموسوم میں زنانہ خصوصیات والے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔



قرآن میں کہا گیا ہے کہ شہادت اور مردگی پہلے سے اللہ تولید کے ایک قطرے سے تحقیق کیے گئے تھے، اور یہ کہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ انسانی جنس کے تعین میں ماں کے تخلیوں کا کردار ہوتا ہے۔ قرآن میں ہی ان احوال کی تصدیق ساتھی نے بیسولہ صدی میں کی، انسان کی تخلیق کے بارے میں یہاں بھی انسانی اور ہی انسانی قرآن میں صدیوں پہلے بیان کر دی گئے۔



دوئی کروموسوم (Y Chromosomes) مردانگی اور انیس کروموسوم (X Chromosomes) نسوانیت کی خصوصیات لیے جاتے ہیں۔ ان کے بیٹے (Ovum) میں صرف ایک کروموسوم ہوتے ہیں، جو انسانی خصوصیات رکھتے ہیں۔ باپ کی جانب سے آنے والے کروموسوم (Sperm) میں صرف ایک اور دہائی خصوصیات رکھنے والے کروموسوم ہوتے ہیں۔ ان لیے بیٹے کی جنس کا تعین کروموسوم کے بیٹے پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ انیس دہائی کروموسوم میں سے ان سا کروموسوم رکھے گا۔ بیٹے کی جنس کا تعین کروموسوم کے بیٹے سے ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں لایا گیا ہے کہ بیٹے کی جنس کا تعین کرنے والا عنصر باپ کا کروموسوم ہے۔ یہ خصوصیات کہ جب قرآن کا نزول ہوا معلوم نہیں تھی۔ یہ بات اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ قرآن میں لایا گیا ہے۔

نئے انسان بننے کا عمل ان کروموسوم میں سے کسی ایک کے باہم ملاپ سے ہوتا ہے۔ جو مرد اور عورت میں جوڑوں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ عورت میں جنسی خلیوں کے دونوں حصے، جو بیٹے بننے (Ovulation) کے دوران دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ بائیس کروموسوم اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ دوسری جانب مرد کے جنسی خلیے دو مختلف قسم کے کروموسوم ہوتے ہیں جن میں سے ایک میں انیس (X) اور دوسرے میں دہائی (Y) کروموسوم پائے جاتے ہیں۔ اگر عورت کی جانب سے ایک انیس کروموسوم مرد کے ان ایک کروموسوم کے ساتھ مل جائے جو اپنے امڈ انیس (X) کروموسوم رکھتا ہے تو بیٹے کی جنس مادہ ہوگی اور اگر یہ ان کروموسوم میں سے مل جائے جو دہائی (Y) کروموسوم رکھتا ہے تو بیٹے کی جنس مرد کی ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں مرد کے کروموسوم میں ایک بیٹے کی جنس کا تعین، عورت کے بیٹے کے ساتھ مل کر کرتے ہیں۔

تقریباً ۱۰۰۰ سے پہلے ۲۰۰۰ سال تک ان سوال کے بارے میں بہت حد تک حقیقت نہ تھی۔ اس کے علاوہ بہت سارے معاشروں میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ عورت کا بدن آنے والے بیٹے کی جنس کا تعین کرتا ہے۔ یہی لیے عورتوں کی بیگیاؤں کی پیدائش پر معلقوں و ملامت کیا جاتا تھا۔

تجربہ و معائنات سے پہلے جینز (Genes) اور وراثت میں ہونے والے تغیرات قرآن میں دو معلومات فراہم کر دی گئیں جو ان اہام کی تردید کرتی ہیں، اور بتاتی ہیں کہ جنس کا تعین کا آغاز عورت سے نہیں، بلکہ مرد سے خارج ہونے والے مادہ کو تولید سے ہوتا ہے۔

## رحم مادر سے چمکنے والا کوٹھڑا

اگر ہم قرآن میں انسان کی تخلیق کے بارے میں بیان کر دے تو حقیق کا بار لاویں گے  
 جائیں تو کئی ساتھی مہزوات آ نکلا رہتے جائیں گے۔

اب مرد کا گرم منوی عورت کے بیٹھے کے ساتھ بیٹھا جاتا ہے تو ہونے والے بیٹے کا  
 نام پڑھنا جاتا ہے۔ یہ واحد ظلیہ جو زکوٰۃ (Zygote) کہلاتا ہے۔ اب فوراً تقسیم ہوا کر  
 بیٹھا شروع کر دے گا اور ہوا آخر "گوشت کا کوٹھڑا" بن جائے گا، جو تین ماہ کے گا۔ ہاں  
 یہ ٹرڈین کی مدد ہی سے دیکھا جاسکتا ہے۔

یہ تین اپنی لٹو دینا کا وقت فصول نہیں گزارتا۔ یہ رحم مادر کی دیوار کے ساتھ  
 چڑوں کی جڑوں کی مانند چمتا جاتا ہے۔ یوں تین ماہ کے بدن سے اپنی پرورش کے لیے  
 ضروری اجزا حاصل کرتا ہے۔

یہاں اس مرحلے پر قرآن کا ایک لمبیاں "مہزہ نکھر آتا ہے۔ رحم مادر میں پرورش  
 پالنے والے تین کا حوالہ دیتے ہوئے خدا قرآن میں لفظ "حیو" استعمال کرتا ہے۔

اقرا باسم ربك الذي خلق  
 خلق الانسان من علق  
 اقرأ  
 وربك الاكرم

"(اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم) کو  
 پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی جگلی سے بنا دیا۔ چھو اور تمہارا  
 پروردگار بزرگتر ہے۔"

عربی میں لفظ "حیو" کا مطلب ہے "ووچر ہو کسی جگہ سے چمتا جاتی ہے۔"  
 لغوی معنیوں میں یہ لفظ ایسی جگہوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو بدن کے ساتھ خون چوستے  
 کے لیے چمتا جاتی ہیں۔

تجلی طور پر رحم مادر میں پرورش پالنے والے تین کیلئے انجائی مناسب لفظ کا استعمال  
 ایک ہاد چمکتا ہے کہ قرآن خدا کی وحی ہے جو سارے عالموں کا بادشاہ اور رب ہے۔



اپنی زبان کے پنے مرحلے میں پھر رحم مادر میں ایک نکلت  
 (Zygote) کی شکل میں ہے۔ اگر ہم اس کے بارے میں دیکھنا چاہتے  
 کے جسم کے لیے پہنچا ہے۔ اس جسم میں ایک رنگت نکلتا ہے  
 ہے جو لٹو لٹو ہے۔ اس کے سر اور ناک کے حصے پھر نکلتے  
 ہوتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک جگہ پر جاتا ہے اور وہاں  
 اس کی پہلی شکل "حیو" سے نکلتی ہے۔ اس کا مطلب ہے "ایک جگہ  
 پر کسی جگہ سے چمتا جاتی ہے" اور یہ لفظ رحم پرورش کے لیے  
 استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ جسم کے لیے چمتا جاتی ہے۔

## پیشوں (گوشت) کا ہڈیوں کے اوپر چڑھنا

قرآن حکیم میں فراہم کی گئی معلومات کا ایک اور اہم جزو رحم مادر میں انسان کی نشوونما ہے۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ رحم مادر میں پہلے ہڈیاں بنتی ہیں اور اس کے بعد گوشت پڑھے، جو ہڈیوں کے اوپر لپٹتے دے جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ لَبْنٍ ۝ لَمْ يَكُنْ عَلْوًا مِنْ دُونِ الْأَعْنَاقِ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ عِزًّا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ ۝ سَاءَ الْمَصِيرُ ۝  
 ثُمَّ جَعَلْنَاهُ عِزًّا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ ۝ سَاءَ الْمَصِيرُ ۝  
 خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ لَبْنٍ ۝ لَمْ يَكُنْ عَلْوًا مِنْ دُونِ الْأَعْنَاقِ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ عِزًّا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ ۝ سَاءَ الْمَصِيرُ ۝

اور ہم نے انسان کو مٹی کے گلاب سے پیدا کیا۔ پھر اس کو ایک مٹیوں (اور گوشت) جگہ میں نکلنا کر کہا۔ پھر نیچے کا توڑا گیا۔ پھر لوہے کی ہائی ہائی پھر مٹی کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا ہے، یہاں تک ہے۔

(سورہ المؤمن آیت ۵، ۶، ۷)

تینیات (Embryology) سائنس کی وہ شاخ ہے جو رحم مادر میں جنین کا مطالعہ کرتی ہے۔ اگر یہ عالیہ دور تک اس علم کے ماہرین کا خیال تھا کہ جنین کا گوشت اور ہڈیاں ایک ہی وقت میں بنتے ہیں۔ ان ہجرت سے کافی عرصے تک لوگوں کا خیال تھا کہ یہ آیات سائنس سے متصادم ہیں۔ لیکن نئی ٹیکنالوجی کی فزیشن قدیم سے ہونے والی ترقی یافتہ شریعی تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ قرآن کا یہ انکشاف فقط بالکل سچ ہے۔

خروجی سچ پر ان مشاہدات نے دکھا دیا کہ اندرون رحم مادر پہلے ہی نشوونما بالکل ہی طریقت سے ہوتی ہے، جیسے کہ ان آیات میں بتایا گیا ہے۔ پہلے جنین کی کڑی لٹا ہڈی تبدیل ہو کر ہڈی بننے لگتی ہے۔ اس کے بعد ہڈیوں کے گرد موجود ہڈیوں میں سے مخصوص معناتی غلیات ایک ساتھ جمع ہوتے اور ہڈیوں کے گروہ لپٹ جاتے ہیں۔



ایک خاص مرحلے کے دوران رحم مادر میں پہلے ہی ہڈیاں شکل نشوونما ہونے پر گوشت (ہڈیوں) کے ساتھ

لپٹ جاتی ہیں



قرآن میں رحم مادر میں بیٹے کے نشوونما کے  
 احوال میں بیان ہوئے ہیں۔ جیسا کہ سورت  
 الباقرات کی آیت ۲۳ میں بیان کیا گیا۔ جنین کی  
 حرکتی پہلے ٹھوس ہڈی بنا شروع ہوتی ہے۔  
 پھر یہ ہڈیاں پلاسٹک ٹیسیوں سے اچھلنے لگتی  
 ہیں۔ پلاسٹک ٹیسیوں کو قرآن میں اس طرح کرتا  
 ہے: ”... پھر پتھر سے کی ہوئی مٹی پھر ہولی گ  
 ہڈیاں“ گن پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا۔“

Developing Human نامی کتاب میں اس بارے میں دیکھیں اس طرح

رہنمائی الہی لگتی ہے

ساتویں نکتے کے دوران انسانی قبضوں کا احاطہ ہمارے جان میں

پہنچنے لگتا ہے اور قبضوں میں انھیں اختیار کرنے لگ جاتی ہیں۔ ساتویں

نکتے کے آخری دو اظہار میں نکتے کے دوران ان مہارت شدہ قبضوں کے گرا

عضلات (گوشت) لگتی ہوگی نہ جتنے جاتے ہیں۔ ۱۱

مختصر الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ آدمی کی نشوونما کے قرآن میں بتائے گئے مراحل

پیدہ حیاتیات کی دریافتوں کے ساتھ عمل طور پر ہم آہنگ ہیں۔

## رحم مادر میں بچے کے تین مراحل

قرآن میں بیان کیا گیا کہ آدمی رحم مادر میں تین مرحلوں میں تخلیق کیا گیا ہے۔

... بِسَلْبِ اُنْكُمْ لَمَّا نَحْنُ نَحْلُو اَنْهَبْتُمْ خَلْقًا مِّنْ نَّفْسٍ خَلْقِي لِي  
 مَطْلُوبٌ ثَلَاثٌ "ذَلِكُمْ اللّٰهُ رَزَقَكُمْ لَهٗ الْمَلَكُ" لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ "فَلَمَّا  
 نَحْضُرُ قُلُوْبًا"

"... وہی تم کو تمہاری مادوں کے بیٹ میں (پیلے) ایک طرح مگر وہی  
 طرح تین اندازوں میں بناتا ہے۔ یہی خدا تمہارا پورہ راز ہے انہی کی  
 پادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر تم کہاں مگر سے جانتے ہو؟"

(۱۰۱: ۱۷-۱۹)

جیسا کہ اس آیت میں نشان دہی کی گئی ہے کہ ایک انسان رحم مادر میں تین  
 مختلف مراحل میں پیدا کیا جاتا ہے۔ نتیجاً، جدید حیاتیات نے دریافت کیا ہے کہ علمِ مادر میں  
 بچے کی پیشانی نشوونما (Embryological Development) تین واضح مقامات پر  
 ہوتی ہے۔ جنینیت کی تمام درجہ سب میں یہ مضمون بنیادی علم کے طور پر لیا جاتا ہے۔ مثال  
 کے طور پر ایمر یولوجی کی ایک بنیادی حوالہ دہاتی کتاب ریک زیومن ایمر یولوجی (Basic  
 Human Embryology) میں اس حقیقت کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

رحم مادر میں زندگی کے تین مراحل ہوتے ہیں۔ قبل از جنینی مرحلہ

(Pre-embryonic) پیلے و معالیٰ جینے، جنینی

(Embryonic) انھوں میں جینے کے آخر تک۔ جنین (Fetal)

انھوں میں جینے سے لے کر زچگی تک۔

منہ بہ والا مطلب ایک بچے کی نشوونما کے مختلف مراحل کے حوالے سے ہیں۔ مختصراً

ان نشوونما کی مراحل کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

### قبل جنینی مرحلہ (Pre-embryonic stage)

اس پیلے مرحلے میں، زائید گوت تقسیم و تقسیم ہو کر بڑھتا ہے اور جب یہ ایک  
 گلیائی جیمان ہوتا ہے تو یہ اپنے آپ کو رحمِ مادر کی دیوار میں گاڑ دیتا ہے۔ اس کے ٹپے  
 سے رہتے ہیں اور تین تہوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔

### جنینی مرحلہ (Embryonic stage)

اور مرحلہ ماڑ سے پانچ ہفتے تک جاری رہتا ہے، اس مدت کے دوران بچے "جنین"  
 کہلاتا ہے۔ اس دوران گلیائی تہوں سے بنیادی اعضا اور کام تکمیل پانا شروع کر دیتے ہیں۔





سورہ زمر کی آیت ۱ میں اشارہ دیا گیا ہے کہ انسان رحم مادر میں تین واضح مراحل میں تخلیق کیا گیا ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ جن جنات کا ہے کہ رحم مادر میں پہلے کی نشوونما تین واضح تقاریر پر ہوتی ہے۔

### قبیلہ مرحلہ (Fetal stage)

اس مرحلے کے دوران اور آخر تک جن جنات آپ Foetus کہلاتا ہے۔ یہ مرحلہ آٹھویں ہفتے میں شروع ہوتا ہے اور ڈیڑھ لگ بھگ جاری رہتا ہے۔ اس مرحلے کی خاص بات یہ ہے کہ بچے (Foetus) کی شکل و شباهت بالکل ایک انسان کی ہی ہوتی ہے یہ پیرسہ، ہاتھوں اور پاؤں سے انسان لگتا ہے۔ اور جو کچھ یہ اہل ایمان میں صرف تین ہفتے میں طے ہو گیا ہے، اس کے سارے اعضا ظاہر ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ مرحلہ تقریباً تین ہفتے تک ہوتا ہے اور یہ نشوونما بالکل اس کے ہفتے تک جاری رہتی ہے۔

صرف یہ بات کہ اس کی ہڈی سے رحم مادر میں پہلے کی نشوونما کی کج معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ دوسرے سائنسی حقائق کی طرح قرآن میں معلومات کے یہ شہ پارہ ایک معلومات انما میں بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت کہ اس قسم کی منطقی اور بالکل درست اطلاعات قرآن میں ایک ایسے دور میں دی گئیں، جب لوگوں کے پاس ٹی وی، موشن پکچر بہت سی کم معلومات تھیں، ثابت کرتی ہے کہ قرآن انسان کا نہیں، بلکہ خدا کا کام ہے۔



## شیر مادر

ماں کا دودھ ایک ایسا بے مثل مرکب ہے، جو خدا نے نوسولود بچے کے لیے اجواب غذا کے طور پر تخلیق کیا ہے۔ یہ ایسا مرکب ہے۔ جو بیماریوں کے خلاف نوسولود کی قوت مدافعت پیدا کرتا ہے، حتیٰ کہ آج کل کی جدید ٹیکنالوجی سے تیار کردہ بچوں کی مصنوعی غذا میں اس جواز غذا کا تمام البدل نہیں ہو سکتی۔

آٹھ دن شیر مادر کے بارے میں ایک نئے فائدے کا پتہ چلتا ہے۔ سائنس نے ماں کے دودھ کے متعلق دریافت کیا کہ پیدائش کے بعد دو سال تک رضاعت اپنی ملی مفید ہے۔ ۱۹ سائنس کے ذریعے حال ہی میں دریافت ہونے والی اس حقیقت کے بارے میں قرآن نے پندرہ سو سال قبل ہی یہ اہم پست فرمادی کہ: ”اس کا دودھ پندرہ سو سال کا تھا۔“

وَوَضَعْنَا الْإِنْسَانَ بِمَوْلَانِ ۚ حَسْبُكَ أُمَّةٌ وَهَلْنَا نَقْلِي وَهَلِي

وَفَصَلِّ عَلَى عَسَائِدِنَا إِنَّ الشُّكْرَ لِي وَلِلَّذِيكَ ۗ أَلَمْ يَرِ

النَّصِيذِ ۝

”اور ہم نے انسان کو جسے اس

کی ماں تکلیف پر تکلیف نہ کر

عبت میں اللہ سے رکھتی ہے (پھر

اس کو دودھ دینا ہی ہے) اور آؤ (اور

دو برس میں اس کا دودھ پندرہ سو سال

ہے) (اپنے بچے) اس کے ماں باپ

کے بارے میں تا کہید کی ہے کہ میرا بھی شکر

کرتا رہا اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم

کو) میری ہی طرف سے لوٹ کر آتا ہے۔“

(سورۃ النھان ۲۴ آیت ۱۴)



## انگلیوں کے نشانات میں شناخت

قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ خدا کیلئے آسان ہے آدمی کو امت کے بعد دوبارہ زندگی دے دینا اور پھر آیت میں انسان کی انگلیوں کے نشانات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

اَبْحَسِبَ الْاِنْسَانَ اَنْ نَّصْبِعَ عَطْلًا ۗ اَمْ لَمْ يَلْمِزْ سَعْدِي  
فَلَمْ اَنْ يَسْتَوِ يَسْتَلِمْ ۗ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بھری ہوئی) بندیاں  
انگلی نہیں کریں گے، ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر

ہیں کہ اس کی پوری دوست کریں۔" (سورۃ الشرحہ: آیت ۴۰)

انگلیوں کے نشانات پر اسرار بہت ہی خاص مفہوم رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان کی انگلیوں کے نشانات مختلف ہوتے ہیں۔ ہر انسان جو اس وقت زندہ ہے یا جو کسی وقت اس دنیا میں رہا تھا، اس کی انگلیوں کے نشانات دوسرے انسانوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔



دیا گیا ہے ہر انسان، حتیٰ کہ بلاوں  
ملاؤں تک کے انگلیوں کے نشانات  
مختلف ہوتے ہیں، اور یہ اللہ میں  
لوگوں کی شناخت ان کی انگلیوں میں  
تیرا نام (۱۶) میں دیکھا ہے۔ اس  
نئی نظام کو سرور پر دیکھ کر اللہ کے نام کے  
موجودہ دنیا پر ہرگز نہیں ہے۔

میں وہ ہے کہ انگلیوں کے نشانات اس کے مالک کی شناخت کے لیے خاص طور  
پر اہم ہوتے ہیں، اور ساری دنیا میں اس مقصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

لیکن اہم بات یہ ہے کہ انگلیوں کی یہ خاصیت صرف انیسویں صدی کے آخر میں ہی  
ورق پر ہوئی۔ اس سے پہلے انگلیوں کے نشانات کو ایک پلیمیر کی خاص مقصد و اہمیت کے عام پلیمیر  
کھینچتے تھے، قرآن کریم میں اللہ کے پیروں کی جانب اشارہ کیا اور اس کی اہمیت واضح کی۔  
اس پر اس کے ذہن کے تحت کوئی حیرت نہ ہو لیکن اس کی اہمیت سے ہم سب واقف ہیں۔



حصہ دوم:

قرآن کریم میں مستعمل  
کے بارے میں معلومات

## تعارف

قرآن کا ایک عجوبہ پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں مستحق میں اوستے دانسے اہم واقعات کے بارے میں بتا دیا گیا۔ مثال کے طور پر سورہ فاتح کی آیت ۲ میں ایمان والوں کو فتح مگر دشمنوں کو ہرگز نہیں دی گی، ہذاں وقت مشرکوں کے قبضے میں تھا:

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّسُلَ بِالْحَقِّ لَتَنذَّخُنَّ  
الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْحَرَامِ وَإِنَّ شَاءَ اللَّهُ لَأَمِينٌ \* مُخَلَّفِينَ بِهِ  
وَسُكْمٌ وَمَقْصُورِينَ \* لَا تَخَافُونَ \* فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا  
فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا لِرَبِّنَا

یہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو (سورہ فاتح) فتح کی خبر دی کہ تم  
بھائے ہو اور تمہارے دشمنوں کو ہرگز نہیں دی گی، ہذاں وقت مشرکوں کے قبضے میں تھا  
ان ایمان سے واپس لوٹنے والے کو اس طرح کا عذاب دیا جائے گا۔  
ات تم نہیں پہنچتے تھے اس کا عظیم فی سائن نے ان سے پہلے ہی  
پہنچ کر دیا۔ (سورہ فاتح آیت ۲)

خود کرنے پر پناہ دیا ہے کہ آیت میں فتح تک سے قبل ایک اور فتح کا اعلان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں بیان کیا گیا، ہم نہیں نے پہلے پیغمبر کے قتل کو فتح کیا، یہاں پر یہودیوں کی حکومت قائم تھی، اور پھر مکہ میں داخل ہوئے۔

مستقبل میں وقوع پزیر ہونے والے واقعات کا اعلان قرآن کے علم و ادب کا  
حصہ ہے اور یہ اس حقیقت کا ثبوت بھی ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے جو لامحدود علم رکھتا ہے۔  
اور ساری اطلاعات کے ساتھ ساتھ ہمارے دل کی گہرائی کی خبر بھی ایک چشم بین کوئی ہے۔ جنہیں  
اس وقت کے لوگ جان نہیں سکتے تھے اس جارحی واقعے کے بارے میں سب سے دلچسپ  
نکتہ یہ ہے کہ یہودیوں کو دینا کے سب سے زیادہ عقیب رکھنے والے علاقے میں گہرائی  
گئی۔ اس کا جائزہ آگے آئے والے صفحات میں لیا جائے گا۔ یہ بات اس لیے باعث دلچسپی  
ہے کہ حقیقت آیت میں "سب سے قیمتی علاقہ" پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔ اس اور کی بنیاد  
لوہی کے مطابق قضا ناممکن تھا کہ اس قسم کی خبر کی ساری اور دینا کے ذریعے سب سے



## بازنطینیوں کی فتح

مشرق کے بارے میں ایک اور حیرت کن اعتراف قرآن میں سورہ روم کی ابتدائی آیات میں پایا جاتا ہے جو رومی سلطنت کے مشرقی حصے میں قائم بازنطینی سلطنت سے متعلق ہے۔ ان آیات میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ بازنطینی سلطنت ایک حکیم حکمت سے دوچار ہوئی، لیکن یہ کتنا سے متاثر ہو گیا نصیب ہوئی۔

الَّذِينَ ظَلَمُوا زُجُومًا ۗ وَ سِ آتَنِي الْأَرْضَ وَ هُمْ مِنْ بَعْدِ  
عَلَيْهِمْ سَبْعُونَ ۗ هُنَّ بَطْحَ سَبْعِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ  
وَمِنْ بَعْدِ ۗ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۗ

”اللہ! (ان) اور وہ مطلوب ہو گئے۔ اور ایک کے (انجی) ملک  
میں، اور وہ مطلوب ہونے کے بعد مقرب غالب ہو جائیں گے۔  
پندرہ سال میں۔ پہلے گئی اور چھپے گی خدا ہی کا حکم ہے، اور اس  
روز مومن خوش ہو جائیں گے۔“

(سورہ روم، آیت ۴۶)



یہ تصویر کا طرز (Basin)۔ یہاں ہارٹھیوں کو اراکوں نے شکست دی۔ معنوی یہ ہے  
 سے لی کی تصویر کے ہمارے پاس کی ہے۔ جملہ (L.A.M.) ۱۰۰۰۰۰ کا اس کا سب سے سچی  
 ۱۰۰۰ ہے اور اس سے ۱۰۰۰ ہے۔

بہت پرست ایرانیوں کے ہاتھوں یونانی ہارٹھیوں کی بدترین شکست کے تقریباً  
 سات سال بعد یہ آیات لکھی گئی۔ ۶۲۰ء میں ہارل ہوئیں۔ ان آیات میں بتایا گیا کہ  
 ہارٹھیوں کے قریب فتح ہوئی۔ اور حقیقت ہارٹھیوں نے اس شکست کے فوراً بعد اسے  
 شدید نقصانات اٹھانے تھے کہ ان کی جگہ ناممکن نظر آ رہی تھی، کہا کہ وہ پورے فتح مند ہوں۔ اس  
 وقت صرف ایرانی ہی نہیں، بلکہ آری (Arya)، سلاوی (Slava) اور لومبارڈ  
 (Lombards) سبھی ہارٹھیوں کی شکست کے لیے شدید عسکری کامیابی تھی۔ اور تو  
 قسطنطین کے فیصلے شریک ہا پہلے تھے۔ ہارٹھی بادشاہ کو نہیں نے علم دیا کہ گر ہارٹھیوں  
 میں موجود سارا سونا اور چاندی پگھلا کر فوجوں کے اٹھانے پر سے کرنے کے لیے سکے  
 بنائے جائیں۔ سب یہ بھی کافی ثابت ہوئے تو عثمان کے آگے ہارٹھی بھی پگھلا دیے  
 گئے تاکہ ان کو قدرتی میں بدلا جاسکے۔ بہت سارے گورنروں نے بادشاہ کو نہیں کے خلاف  
 بغاوت کر دی اس طرح سلطنت ختم ہونے لگی۔ مینوپ نامیا (Mesopotamia) سلیسیا  
 (Cilicia) و شام، فلسطین، مصر اور آرمینیا کے علاقوں میں پورے ہارٹھیوں کی شکست کے پاس  
 تھے ان میں بہت پرست ایرانی حملہ آور اٹھل ہو چکے تھے۔

مخبراً یہ کہ ان دور میں چہری دنیا پارٹینٹی سلطنت کی تباہی کی توقع کر رہی تھی۔ لیکن جیسا کہ وقت سورہ روم کی ابتدائی آیات ہمارے ہوشوں میں آئے والے ہونے پر سوں میں پارٹینٹیوں کی فتح کا اعلان کیا گیا۔ یہ فتح پہلے اتنی غیر ممکن نظر آ رہی تھی کہ عرب کے مشرکین تو اسے آگے چلے گئے کہ ان آیات کا مذاق اڑانے کے لئے امدان کا خیال تھا کہ قرآن میں اعلان شدہ فتح پارٹینٹیوں کو بھی بھی حاصل نہ ہو سکے گی۔

سورہ روم کی ابتدائی آیات کے نزول کے تقریباً سات سال بعد دسمبر ۶۲۷ء میں پارٹینٹی اور ایرانی سلطنتوں کے مابین نینا کے مقام پر ایک فیصلہ کن جنگ لڑی گئی اور اس وقت غیر متوقع طور پر پارٹینٹی فوجوں نے ایرانی فوجوں کو شکست کا شہ دی۔ کچھ مہینوں کے بعد ایرانیوں کو پارٹینٹیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کرنا پڑا جس میں ان کو حاصل شدہ علاقے مجبوراً واپس کرنے پر مجبور کیا گیا۔

بالآخر قرآن میں خدا کا اعلان "فتح روم" جہاں نہ طور پر کی ثابت ہوا۔

ان آیات میں ایک اور جملہ ایک دگر دلیلی حقیقت کا اعلان تھا جو اس وقت کسی کے علم میں نہ تھا۔

سورہ روم کی تیسری آیت میں اطلاع دی گئی کہ وہ مہینوں کو دنیا کے سب سے زیادہ نشیبی مقام پر شکست دی گئی۔ قرآن کے متعدد تراجم میں ان عربی قرآنی کلمات "الذی الارضی" کا ترجمہ "قریب کا

مقام" کیا گیا ہے مگر یہ اصل الفاظ کے لغوی معنی نہیں بلکہ تمثیل تریمانی کی کوشش ہے۔ عربی میں لفظ "الذی" "جیسی" سے لگتا ہے جس کے معنی "غیب" ہیں اور "ارض" جس کے معنی "دنیا" کے ہیں۔ اس لیے لفظ "الذی الارضی" کے معنی "زمین پر سب سے نشیبی جگہ" کے ہوتے۔



یہ بات دلچسپی سے خانی نہیں کہ بازنطینی سلطنت اور ایرانیوں کے مابین لڑائی لگی اس جنگ کے فیصلہ کن اور دھوکہ مہر کے جین میں بازنطینیوں کو شکست ہوئی اور وہ عراق و شام سے محروم ہوئے اور آئی دنیا کے پست ترین مقام پر ہوئے۔ یہ مخصوص علاقہ بحر مردار کا علاقہ (Basin) ہے، جو کہ شام، فلسطین اور اردن کے ٹکڑا کٹا سال (Intersection Point) پر واقع ہے۔ "بحر مردار (Dead Sea)" سطح سمندر سے ۳۹۵ میٹر کی گہرائی میں واقع ہے اور یہ واقعہ دنیا کا پست ترین مقام ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ بازنطینی دنیا کے پست ترین مقام پر شکست کھا گئے اور یہاں کہ مذکورہ آیت میں بتایا گیا ہے۔

اس حقیقت کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ بحر مردار کی اوچھالی صرف یہ طریقہ ہی انش سے تالی جاسکتی ہے۔ اس سے پہلے کسی کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ جان سکتا کہ بحر مردار زمین کی سطح پر پست ترین مقام ہے۔ لیکن اس علاقے کو قرآن کریم میں زمین پر دنیا کا پست ترین مقام کہا گیا ہے۔ اس لیے یہ ایک اور ثبوت ہے کہ قرآن الہامی کلام ہے۔



یہ سہی پاسے ساری کی سہی اور اس کے سہی کی سہی ہے۔ یہ سہی اور اس کی سہی کا سہی اور اس کے سہی کی سہی ہے۔ یہ سہی اور اس کی سہی کا سہی اور اس کے سہی کی سہی ہے۔



حصہ سوم:

# قرآن کے تاریخی مہجرے



## لفظ ”ہامان“ قرآن میں

قرآن کریم میں قدیم مصر کے بارے میں ایسی گہنی معلومات بہت سادے سادے سادے حقائق کا انکشاف کرتی ہیں، جو آج تک پوشیدہ رہیں۔ یہ حقائق ہم پر منکشف کرتے ہیں کہ قرآن کا ایک ایک لفظ تسمی وادش کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔

ہامان ایک ایسا کرا رہا ہے جس کا نام قرآن میں فرعون کے نام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ قرآن میں چھ مقامات پر ہامان کا ذکر فرعون کے نزدیک ترین لوگوں میں کیا گیا ہے۔

پھر ان کن طور پر ہامان کا نام تورات کے ان حصوں میں لکھا گیا ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے، گیس پر بھی لکھا گیا ہے۔ یہاں ہامان کا نام قدیم کے آخری ایوب میں ہامان کا ذکر بائبل کے ایک (Babylonian) بادشاہ کے مدعا کے طور پر آتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً گیارہ سو سال بعد یعنی اسرائیلیں پر بہت ظلم ادا کیا۔

یہ کہہ کر مسلم جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد (ﷺ) نے تورات اور انجیل سے نقل کر کے قرآن لکھا تھا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور (ﷺ) نے ان کتابوں میں درج کردہ معلومات قرآن میں نقل کر دیے تھے (تعود بالذکر)۔

ان دونوں کی نام ”ہیروگلیف“ اور ”ہیروگلیف“ کا ہونا اس وقت چھوٹا جب قدیم مصری علاماتی تحریر (Hieroglyphic Alphabet) دو سو سال پہلے چھوٹی گئی، اور نام ”ہامان“ ان کی قدر کی دستاویزات میں درج ہے۔

ان دریاؤں سے پہلے قدیم مصری تحریرت اور کتبہ جات کچھ نہیں جاسکتے تھے۔ قدیم مصری زبان علاماتی زبان تھی، جو زمانوں تک زندہ رہی۔ مگر دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں عیسائیت اور دیگر مذہبی اثرات کے نتیجے کے باعث مصر نے اپنے پرانے مکتبہ کے ساتھ ساتھ اپنی علاماتی تحریر بھی ترک کر دی۔ تب یہ زبان ایسے بھلا دی گئی کہ کوئی بھی ایسا شخص نہ رہا جو اسے چھو اور سمجھ سکتا۔ یہ صورت حال تقریباً دو سو سال پہلے تک قائم رہی۔

قدیم مصری علاماتی تحریر کا راز ۱۷۹۹ء میں اس وقت کھلا جب ۱۷۹۹ء میں سکے اور سے تعلق رکھنے والی ایک لوح (Tablet) جسے روزیٹا سٹون (Rosetta Stone) کہتے ہیں دریافت ہوئی۔ اس کتبے کی خاص بات اس پر ایک وقت تین مختلف قسم کی تحریروں کی موجودگی تھی، علاماتی یا تصویر (Hieroglyphics) قدیم مصری سادہ



”پہان“ کا نام، انیسویں صدی عیسوی میں، قدیم مصری تصویری تحریر کے چھ لیلے (Decoding) سے پہلے چھاپا گیا تھا۔ اب قدیم مصری تصویری تحریر چھ لیلے کے قائل ہو گئی ہے۔ بات سامنے آئی کہ پہان لفظوں کے ایک مسئلہ وہاں کا نام تھا اور وہ ”تحریری کانون کا سربراہ“ تھا اور ان کی تصویریں قدیم مصری عمارتی کارنگز دکھانے لگے ہیں۔ یہیں اہم بات یہ ہے کہ قرآن میں پہان کا لفظوں کے قواعد کے تحت تفسیری کاموں کی نگرانی کرنے والے کے طور پر ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن میں وہی لگا یہ معلومات اس کے ذہن کے وقت کوئی بھی آدمی نہ کر سکتا تھا۔

علاماتی تحریر اور یونانی (Greek)۔ اس لوس پر موجود یونانی تحریر کی مدد سے قدیم مصری تحریر چمکی گئی۔ اس لوس پر موجود تحریر کا ترجمہ ایک فرانسیسی تین نفا کوئی مہیا لین (Jean-Francoise Champollion) نے مکمل کیا۔ اس طرح ایک ہونے لگی زبان اور اس میں موجود اقوام دنیا کے سامنے آئے۔ یوں اس تہذیب و تمدن اور سماجی زندگی کے بارے میں معلومات کا ایک نژاد دستیاب ہوا۔

تصویری زبان (Hieroglyph) کو سمجھ لینے کے بعد معلومات کا ایک اہم حصہ دستیاب ہوا کہ "ہمان" کا نام واقعی قدیم مصری تحریرات میں درج تھا۔ یہ نام ویانا (Vienna) کے ہوفن کھاب گھر (Hof Museum) میں موجود ایک یادگار سے تعلق رکھتا ہے۔ ۲۲

قدیم کتبہ جات و تحریرات پر ۲۰ نومبر ۱۸۲۲ء پر مشتمل ایک دستخطی جس کا نام پھیل ان دی نیو کنگڈم (People in the New Kingdom) ہے میں ہمان کا ذکر "عجمی کافوں کے مزدوروں کے سربراہ" کے طور پر کیا گیا ہے۔ ۲۳

چنانچہ اس طرح ایک حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ قرآن کے مخالفین کے تلامذہوں کے برعکس ہمان وہ شخص تھا جو مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں گزر مارا۔ وہ فرعون کا مستحق اور قہر آتی کاموں میں مصروف عمل رہتا تھا، یہاں تک کہ قرآن میں بتایا گیا۔

مزید برآں قرآن میں وہ آیت جس میں اس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے اور ہمان کو فرعون ایک جہاد قہر کرنے کا حکم دیتا ہے اس قدیم تاریخی (آثار یاتی) اور باقیات کے سامنے مطالبی ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ آلِهِ غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يَهْيَا مِنْ عَلَى الطَّبِينِ فَأَجْعَلَ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَى آلِ مُوسَىٰ ۚ وَأَسِئَ لَاطْنَةً مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

"اور فرعون نے کہا کہ اے الٰہی بادشاہ میں تمہارا اپنے ۱۲۰۰ کن کو تھا جس پر ان کو ہمان ہونے لگے گا۔ آگ لگاؤ (کہا نہیں جاتا) اور صرعی۔ (اور پھر اس میں وہی کے خدا کی طرف بڑھ جاؤ۔ اور حکم آئے تمہارا کھانا۔" (سورہ القصص، آیت ۳۸)

مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ ہمان کے نام کا قدیم مصری تحریرات پایا جاتا ہے صرف یہ کہ قرآن کے مخالفین کے جعلی دعووں کو باطل ثابت کر دیتا ہے، بلکہ ایک بار پھر یہ ثبوت مہیا کرتا ہے کہ قرآن وہ کتاب ہے جو خدا کی جانب سے نازل کی گئی ہے۔ ایک مہجران ائمہ میں قرآن ہمیں تاریخی معلومات مہیا کرتا ہے، جنہیں عہد نبوی ﷺ میں نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔

# قرآن میں مصری حکمرانوں کے خطابات

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصری زمین میں رہنے والے واحد مخیر نبی تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے کافی پہلے گزرے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات پڑھتے ہوئے چند باتوں کا تذکرہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے مصری حکمرانوں کو خطاب کرتے ہوئے قرآن "ملك" (بادشاہ) کا لفظ استعمال کرتا ہے:

وقال الملك ائتونی به استخاضه للنفسی قلنا کلمة  
قال انک الیوم لدینا مکین امین ۝

"اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے بھرے پاس لاؤ میں اسے اپنا  
صحابہ خاص بناؤں گا۔ مگر جب ان سے شکست کی تو کہا کہ آج  
سے تم ہمارے ہی صاحب مملکت اور صاحب قہار ہو۔"

(سورہ یوسف آیت ۵۴)

اس کے برعکس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں حکمران کے لیے "فرعون"  
کاتب استعمال کیا

ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات بیسلط فسلط ینبئ  
امر آئیل انجاء ہم فقال له فرعون انسی لا ینفک  
یومسی مستحورا ۝

اور ہم نے موسیٰ کو نو عملی نشانیاں دیں تو نبی اور انبیا سے دریافت کر  
لو کہ سب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ  
میں طیال کرتا ہوں کہ تم پر پادرو کیا گیا ہے۔"

(سورہ اعراف آیت ۱۰۱)

آج جو تاریخی ریکارڈ دستیاب ہے اس سے ان حکمرانوں کے لیے استعمال  
ہونے والے مختلف القاب و خطابات کے اسباب کا پتا چلتا ہے۔ لفظ "فرعون" لفظ قدیم  
مصر میں شاہی خاندان کو دیا گیا نام تھا۔ پرانی شہنشاہیت کے حکمران یہ خطاب استعمال نہیں  
کرتے تھے۔ حکمرانوں کے لیے لفظ فرعون کا استعمال مصری تاریخ کے عہد "سلطنت نو" سے  
پہلے شروع نہیں ہوا تھا۔ یہ عہد انھارویں شہنشاہیت (۱۵۳۹-۱۴۹۲ ق م) سے شروع ہوا



اور بیسویں شہنشاہیت (۹۳۵ء تا ۳۰۶ء ق م) تک لفظ ”فرعون“ تعظیم کے خطاب اور لقب کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔

لہذا قرآن کی مجزواتی مشیت ایک بار گھر یہاں نمایاں ہو جاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر انی پادشاہت کے عہد میں تھے لہذا ان دور کے مصری حکمرانوں کے لیے لفظ ”فرعون“ کی بجائے لفظ ”مسلک“ کا استعمال کیا گیا۔ جبکہ اس کے برعکس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گندہنی پادشاہت کے عہد میں رہے، لہذا اس وقت کے مصری حکمران کو ”فرعون“ کہہ کر مخاطب کیا گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس فرق کو جاننے کے لیے آدمی کو مصر کی تاریخ کا علم ہونا چاہیے۔ مگر قدیم مصری تاریخ پوچھی صدی بیسویں تک قطعی ہلائی جا چکی تھی کہ انیسویں صدی بیسویں میں اس کی وہ بارہور یافت تک یہ تحریر کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ اس لیے قرآن کے نزول کے وقت مصری تاریخ کے بارے میں کوئی گہرا علم دستیاب نہ تھا۔ یہ حقیقت قرآن کی لا تعداد آیتوں میں سے ایک اور ثبوت ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔



# خلاصہ کلام:



## قرآن خدا کا کلام ہے

ہم نے اب تک جو کچھ لکھی جہاں اس سے ایک کلمی ہوئی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کی ساری معلومات سچ اور صحیح ہیں۔ سائنسی موضوعات کے بارے میں حقائق ہوں یا مستحکم کے بارے میں پیشین گوئیاں یا ایسے حقائق جو اس وقت (ہو دو سو سال پہلے) کوئی بھی نہ جانتا تھا ان کتاب میں بیان کر دیے گئے۔ اس دور کے علم اور نئے نئے کھوجوں کے بارے میں ان آیات میں بیان کر دیا گیا ہے کہ حقائق کو سمجھنا ناممکن تھا۔ یہ حقائق اس بات کا واضح ثبوت دیتے ہیں کہ قرآن انسانی کلام نہیں ہے۔ قرآن کا اور مطلق خدا کا کلام ہے جو ہر شے کا خالق ہے اور جو ہر شے پر اپنے علم سے صاحبِ کبریا ہے۔ یہ ہے ایسا آیت میں خدا قرآن کے بارے میں فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْفُرْقَانَ ۗ وَلَوْ كُنَّا مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ  
اِخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝

۱۰۔ اچھا یہ قرآن میں فرقہ بندی نہیں کرتے یا اگر یہ خدا کے ہوا کی اور کلام (کلام)

ہوتا تو اس میں (بہت سا اختلاف پاتے)۔ (سورہ الفرقان: آیت ۱۰)

قرآن میں نہ صرف یہ کہ کوئی تضاد نہیں بلکہ گزرتے والے ہر دن کے ساتھ اس کی آیات میں جو جو معلومات کا ہر حصہ اس الہامی کتاب کا ایک ایک جزو سامنے آ رہا ہے۔

اب انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کی جانب سے نازل کی ہوئی اس الہامی کتاب کو منہ بولی سے تمام لے لے، اور صرف اسی ایک کتاب کو اپنا رہنما بنا لے۔ ان آیات میں سے ایک میں خدا اس امر سے دعا ہے:

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

۱۱۔ اور اسے تم کو آواز دے گا (اور) یہ کتاب بھی جس نے تم کو اس سے برکت دلائی ہے اور اس کی

پروی کرنا اور اس سے الگ رہنا تم پر حیرانی کی بات ہے۔ (سورہ انعام: آیت ۱۵۵)

دیکھا آیات میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۗ

۱۲۔ اور کہہ دو کہ (جو کچھ) یہ قرآن تمہارے پر اور تمہاری طرف سے حق ہے جو

چاہتا ہے ایمان لے اور جو چاہتا ہے کفر ہے۔ (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۶)

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ ذَكَّرْهُ ۝

۱۳۔ تم کو یہ (قرآن) نصیحت ہے، لیکن جو چاہتا ہے وہ اسے۔ (سورہ صافات: آیت ۱۱۱)



حصہ چہارم -

# ارتقاء کا فلسفہ



## تعارف

ہم نے کتاب اللہ کے بیان کردہ دیگر امور کا مطالعہ کیا ہے، جو اس نے نوع انسانی کی روحانی اور اسے خوددار کرنے کیلئے بیان کئے ہیں۔ ان امور کے ساتھ ساتھ خدا نے ہمیں کافی نشانیاں بھی دکھائی ہیں کہ قرآن ہی کی کتاب ہے، اور لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس پر عمل و عمل کریں۔ قرآن کے اہم ترین موضوعات میں سے ایک موضوع یہ ہے کہ انسان زمین میں تخلیق کی ہے سب لائقوں کو جیسے اور اللہ کے وجود کو تسلیم کرے۔ مگر آج کل ایسے کی نظریات موجود ہیں جو لوگوں کو تخلیق کی حقیقت فراموش کرنے پر مائل کرتے ہیں اور ان سے زیادہ نظریات و خیالات کے (جیسے لوگوں کو خدا سب پر کھنکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

لوگوں کو گمراہ کرنے والے ان نظریات میں سب سے گمراہی "ماریٹ" (Materialism)

ہے۔

اور دوسری یعنی نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) جو بیادنی نظریہ ہے اللہ، مادیت نام نہاد سائنس دانوں کے ساتھ اختیار کرتی ہے۔ یہ نظریہ دعویٰ کرتا ہے کہ زندگی سے جاننے والے یا مادہ (Matter) سے ارتقاء وجود میں آئی، لیکن یہ حقیقت کہ کائنات کو خدا نے تخلیق کیا ہے، سائنس پر ثابت ہونے پر یہ دعویٰ باطل ہو گیا۔

یہ دعویٰ تو ہے جس نے ساری کائنات کی تخلیق کی، اور ان کائنات کے ناکے اور احاطے کی آرزو تک کی خصوصیت کی ابتدا نظریہ ارتقاء دعویٰ کرتا ہے کہ زندگی خدا کی تخلیق نہیں بلکہ یہ عمل ارتقاء کا نتیجہ ہے، تاہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

سب ہم نظریہ ارتقاء پر ایک اور دلائل ہیں جو واضح طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ سائنس دانوں اس نظریہ کو مسترد کرتے ہیں۔ حیات کا تعلق انتہائی پیچیدہ اور جرمین کن ہے۔ مثال کے طور پر ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بے جان اشیاء میں انیوں کی ترتیب کا تو ان کی قدر نازک ہے اور یہ کہ جاندار اشیاء میں کیسے پیچیدہ اور ان میں یہ نظام قائم ہو سکا ہو جاتا ہے۔ اور ان انیوں سے تیار ہونے والی اشیاء مثلاً لحمیات (Proteins)، انزائم (Enzymes) اور خلیوں (Cells) کی ساخت اور طریق کار کن قدر عجیب و غریب اور غیر معمولی ہے۔

حیات میں اس غیر معمولی طرح اختیار نے اور نظام کو بیسویں صدی عیسوی میں کا لہرہ قرار دیا۔ ہم نے اس مضمون کو اپنی کتاب "تعمیر و تفسیر" میں کافی تفصیل سے بیان کیا ہے، اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ گمراہی مضمون کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے مناسب ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں بھی اس کا ایک مختصر تذکرہ دیا گیا ہے۔

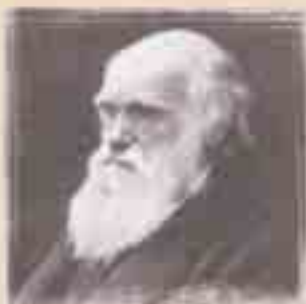
## دار و نرزم کا سائنسی التعمیر نام

اگر یہاں فلسفے کی گراں قدر یاد دہانی تک پہنچائی جیون سکر نظریہ ارتقاء کی گہرائی ترقی انیسویں صدی  
 جیسوی میں ہوئی۔ سب سے اہم چوٹی وقت اس لئے نظریہ ارتقاء کو سائنس کی ایک گاہری کامیابی کا منسوخ نام دیا گیا  
 چارلس ڈارون (Charles Darwin) کی ۱۸۵۹ء میں شائع شدہ "ارتقاء کی ابتداء" (The Origin of  
 Species) نامی کتاب تھی۔ اس کتاب میں ڈارون نے ترقیاتی ترقی زمین پر مختلف انواع و اقسام کے جانداروں  
 میں ارتقاء کے ہیں۔ ڈارون کے مطابق ساری زندگیوں کا ایک مشترک جد امجد (Ancestor) ہے اور یہ  
 ساری مخلوق کھوئی کھوئی تبدیلیوں سے ہوتے ہوئے ایک ایک نسل کے ارتقاء میں جنم لے گئی۔

ڈارون کی ترقیاتی تبدیلیوں کی بنیاد پر سائنس میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں اور سائنس کے ارتقاء کی ترقی  
 جیسا کہ اس نے خود التعمیر کیا ہے کہ یہ صرف ایک "تعمیراتی" (Assumption) ہے۔ ڈارون نے اپنی  
 کتاب کے ایک طویل باب "نظریہ کی مشکلات" (Difficulties of the Theory) میں  
 ارتقاء کے بارے میں کئی ترقیاتی سوالات کے باعث کامیابیوں کو بیان کیا۔

ڈارون نے اپنی کتاب میں دی گئی ترقیاتی تبدیلیوں میں ہونے والی سائنسی دریافتوں پر ترقیاتی تبدیلیوں سے  
 اسے توجیح تھی کہ وہ اس "نظریہ کی مشکلات" میں گہرائی لے کر اس کی سہولتوں کے ارتقاء میں سائنسی  
 دریافتوں کی وجہ سے ان مشکلات میں حل پانے لگا۔

سائنس کے مقابلے میں ارتقاء کی فلسفے کا  
 تین بنیادی حقائق کے تحت جانداروں کا ارتقاء ہے  
 (۱) یہ نظریہ کسی بھی طریقے سے یہ نہیں ثابت کیا جا سکتا کہ  
 زمین پر حیات کا تصور اور ارتقاء کیسے ہوئی۔  
 (۲) نظریہ کے مجوزہ ارتقاء کی طریقہ کار کے  
 حتمی سائنسی ثبوت دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔  
 (۳) ہونے والے ارتقاء کے حقائق کو کسی بھی قسم کی ارتقاء کی  
 حقائق سے ملتا ہے۔



چارلس ڈارون (Charles Darwin)

(۳) فسیل ریکارڈ (Fossil Record)  
 تھیں مگر یہ نظریہ ارتقاء کی ترقیاتی تبدیلیوں سے

اس لئے میں ہم ان تین بنیادی حقائق کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

پہلا ناقابل عبور قدم:

## ابتداء حیات

نظریہ ارتقاء کا کہنا ہے کہ تمام جانداروں کا ارتقاء ارتقاء سے ہوا ہے اور اس کے ایک واحد ارتقاء کے تحت ہوا ہے۔  
 تین سال پہلے کا یہ تصور ایک واحد نظریہ کہ طرح کی مخلوق جو ہے اور وہ ارتقاء کو عالم وجود میں لائے ہے۔  
 اور اگر یہ کوئی ارتقاء ترقیاتی ہے تو اس کے ارتقاء کے فسیل ریکارڈ (Fossil Record) کی زمین پر کوئی

انہی دنوں کوہن اور ڈاکٹر ٹیٹس اور چرن ۲۰ چھاپے ۱۸۵۱ء میں لندن کا نظریہ ارتقا کے پاس کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ سیریک ایڈلی اور سب سے پہلے ۱۸۵۱ء میں چھاپا جاتا ہے اور یہ ہے کہ اس میں ہی ارتقا کی اس کے پہلے نسخہ میں ان کا سب سے پہلے نظریہ (First cell) کہہ دیا گیا؟  
 نظریہ ارتقا تحقیق کی حقیقت سے انکار کرتا ہے اور اس میں کسی مافوق الفطرت قوت کی کارائی گری کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کا یہ مزید دعویٰ ہے کہ زندگی کا "اولین نظریہ ارتقا کے قوانین میں ہی قائم ہو چکا ہے اور اس میں آپ اس نظریے کے مطابق وہ جان سے پیدا ہونے والے نظریہ ارتقا کا پہلا نظریہ ہے۔  
 یہاں تک کہ ابتدائی غیر متعارف اصولوں تک ہی محدود ہے۔

## حیات سے نظریہ حیات

اپنی کتاب میں اردن نے ٹیٹس پر بھی زندگی کی ابتدا کا سوال نہیں اٹھایا۔ اس کے دور میں مائیس کی ابتدائی سوچ اس مشورے پہنچی تھی کہ جانوروں کی مائیس بہت دور ہوتی ہے چنانچہ یہ نظریہ کہ ہے جان انڈیوا ہم ایک جگہ رہتے اور کڑواہا ہم نام کی تحقیق کا سبب بنتی ہیں اور ہم خود ہی قتل کوئی قدر موی طور پر کہا جاتا تھا کہ پٹی ہوتی تھا اسے کبڑے اور کھڑے سے چھپے ہوئے میں آتے ہیں۔ اس کو جانتے کرنے کے لیے دلچسپ کچھ یہ کہہ جاتے تھے۔ مگر کھڑے ایک گھسے پلا سے پران دی جاتی تھی ۱۸۵۱ء یہ ایوان لیا جاتا تھا کہ کھڑے بعد اس سے چھپے ہوئے ہو جائیں گے۔ اسی طرح گوشت میں یہ ہونے والے کیڑوں کے حلقے بگڑا جاتا تھا کہ یہ کھڑے ہوئے ہوئے ہیں۔ مگر کھڑے سے بعد یہ معلوم ہو گیا کہ کبڑے گوشت پر اپنے آپ سے نہیں ہو جاتے بلکہ کیڑوں وغیرہ کے ذریعے (Larvae) ہو کر نکلتے آتے تھیں یہاں پر چھپ جاتی ہیں۔ یہاں سے بعد میں کلا میں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

مئی گرام ۱۸۵۱ء میں جب اردن نے اپنی کتاب دی اور ان وقت کو ٹیٹس بھی مائیس کی ابتدا میں یہ حقیقت ذکر کر چکا ہے جان دار سے جاندار میں آسکتے ہیں۔ اس سے بڑے یہ تسلیم کیا جاتا تھا۔

مگر اردن کی کتاب کی اشاعت کے پانچ سال بعد لوی پاسٹر (Louis Pasteur) کی دریافت نے اس حقیقت کو جو ارتقا کے نظریے کا بنیادی ماخذ تھا اس حالت کو رد کیا۔ کافی وقت تک جاری تجربات اور مطالعے کے بعد لوی پاسٹر نے ان کا خلاصہ دیا "یہ دعویٰ کہ جان انڈیا زندگی کو وجود میں آتی ہے اسے شائبہ ہی کی بجائے اس کے لیے تاریخ کے صفحات میں رد کر دیا گیا۔" ۴۳

نظریہ ارتقا کی اشاعت کرنے والوں نے ایک طرحی حربے سے کھیل کر اپنی اپنی طرفوں کی حقیقت کی یہ جان کر مائیس کی ترقی نے ایک زخم و زخم کے لیے کی وجہ سے مائیس کا سبب کتاب کو اس لیے یہ ایوان زندگی کا وجود ہو گیا تھا کہ یہ ایک ایسا ہی تھا۔

## بیسویں صدی کی بے نتیجہ کوششیں

پورا ارتقا پر دست مگر نے بیسویں صدی میں موتی میں ارتقا کے حیات کا موضوع چھاپا اور ان کا سبب ۱۸۵۸ء میں نکلا جان انڈیا (Alexander Oparin) تھا۔ ۱۹۲۸ء کے ٹیٹس میں اپنے مختلف حلقوں کے واسطے اس نے چھ جہت کر لے کی کوشش کی کہ ایک (۱) کہہ سکا نظریہ ارتقا سے ۱۹۲۸ء میں آسکتا ہے۔ مگر ان مطالعوں کی آہستہ آہستہ میں کافی ہی گئی تھی کہ اردن کوئلہ اور انڈیا اور انڈیا کی پارک "جو جسمی سے تھے اور وہیں آتا ایک سوایں نکلا ہے جو تمام نظریہ ارتقا کا تاریخی ترین نقطہ ہے۔" ۴۵  
 اردن کے عقائدوں نے "ارتقا کے حیات" کا مسئلہ حل کرنے کے لیے تجربات کا سلسلہ جاری

دیکھا، ان تجربے میں مشہور ترین تجربہ کار امریکی کیمیا دان سٹینلی میلر (Stanley Miller) نے ۱۹۵۳ء میں کیے۔ ایک تجرباتی ماحول میں ان گیسوں کو یکجا کر کے جو اس کے بقول ابتدائی زمین (Primordial Earth) کی ماحول میں پائی جاتی تھیں، اور ایک آمیزے میں توانائی شمال کر کے مرنے سے چند لاکھ پاتی سال کے (Organic Molecules) آکائیڈ (Amino Acid) کے جڑے جڑے مادے (Protein) کی وسائیت میں شمال ہوتے ہیں۔

انسان چند سال گزارے ہوں گے کہ جو تجربہ ہو گا تو اس کے لیے ایک ایسا ماحول ڈیالایا جائے گا، باقیس ثابت ہوا، لیکن کہ تجربے میں جو ماحول استعمال کی گئی تھی، اس وقت کی زمین کے ماحول سے بہت مختلف تھی۔ ۲۰

ایک طرحی ماحولی کے بعد طے سے تسلیم کریا کہ ماحول کے سہا پہلے اس نے تجربے کے لیے استعمال کیے تھے، تجربہ جتنی تھی۔ ۲۱

تیسری صدی میں ابتدا سے حیات کی توضیح کرنے کے لیے ارتقا پرستیوں کی بنیاد کو پیش کرنا شروع کیا گیا۔ جان ایواکسٹرین اسٹیوٹ سے تعلق رکھتے، اسے ارتقائی کیمیا دان (Goudetstein) انگریزی (Jeffrey Hall) نے ارتقا کو مکرین میں ۱۹۹۸ء میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون میں لکھا۔ آج ایک ایسا ماحول ماحول سے ملتا ہے، جو ہم پر ماحول میں ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ماحول سے ملتا ہے، جب ہم شام میں ماحول میں داخل ہوتے تھے، مگر اس پر ارتقا کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ ۲۲

### حیات کی پیچیدہ وسائیت

تعمیراتی ماحول سے مگر یہ ارتقا زندگی کی ابتدا کے بارے میں ایک بھاری بھاری تجربہ کیا گیا ہے کہ ہنگامہ و ماحول میں نظارت سے ارتقا کو ماحول میں اپنی وجہ وسائیت رکھتے ہیں۔ ایک ارتقا کو ماحول میں ارتقا کو ماحول سے ملتا ہے، جو ہم پر ماحول میں ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ماحول سے ملتا ہے، جب ہم شام میں ماحول میں داخل ہوتے تھے، مگر اس پر ارتقا کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ ۲۲

ایک ماحول کے لیے، ارتقا کو ماحول میں اپنی وجہ وسائیت رکھتے ہیں، جو ہم پر ماحول میں ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ماحول سے ملتا ہے، جب ہم شام میں ماحول میں داخل ہوتے تھے، مگر اس پر ارتقا کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ ۲۲

اسی لیے اسے (DNA Molecule) برقی کے مرکز (Nucleus) میں رکھا ہے اور ارتقائی ماحول کا تجربہ رکھتا ہے، ماحول کا ایک ماحول میں ارتقا کو ماحول میں ارتقا کو ماحول سے ملتا ہے، جو ہم پر ماحول میں ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ماحول سے ملتا ہے، جب ہم شام میں ماحول میں داخل ہوتے تھے، مگر اس پر ارتقا کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ ۲۲

ایک تجربہ ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ماحول میں ارتقا کو ماحول میں ارتقا کو ماحول سے ملتا ہے، جو ہم پر ماحول میں ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ماحول سے ملتا ہے، جب ہم شام میں ماحول میں داخل ہوتے تھے، مگر اس پر ارتقا کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ ۲۲



## لے مارک (Lamarck) کا اثر

ہاں یہ "موافق تبدیلیوں (Favourable Variations)" کیجئے وقوع پر بروہن کی؟  
 اردن نے اس سوال کا جواب ان کے اپنے دور کی ذہانت مانتی کی کھ کے مطابق اپنے کی کوشش  
 کی۔ انہیں یہاں تھا۔ ان سے مارک جو ذہن کے دور سے پہلے کہ تھا، کے مطابق زکوہ و کثرت اپنی  
 زکوہ کی حاصل کروا سکا اپنی آلے والی نسل کو منتقل کروا رہی ہیں اور یہ ہوا۔ یہ ہوا یہاں سے نسل  
 منتقل ہو کر نئی نوع کے بننے کا سبب بن جاتی ہیں۔ مثلاً لے مارک کے مطابق ادا نے برنوں  
 (Anchures) کی ایک قسم سے لگا کر وہ بنے۔ وہ اصل برن کو بچے، برنوں سے پتے کھانے کی  
 کوشش کرتے۔ یہ اور ہی کوشش میں ان کی گردنیں نسل اور نسل میں ہوتی تھیں۔

اردن نے بھی اسی طرح کی مثالیں دیں۔ مثال کے طور پر اپنی کتاب میں ان سے کہا کہ کچھ  
 راجپوتوں کا لہڑا کی مثال میں پانی کے اندر بہا ہوا وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ ان کی حرکت وکیل چھلیوں میں  
 ہونے کا سبب ہے۔

نکین منڈل (Mendel) کے دریافت کردہ قوانین (Laws of Inheritance) سے اس امانے کی تردید کی کہ اپنے نسل کے ہوا سے آلے والی نسلوں میں منتقل  
 ہونے۔ اس کی توثیق بیسویں صدی میں شروع ہونے والی سائنس اور بیانیہ سے لے بھی کی۔ اس طرح مغربی  
 ادیب ایک ارتقائی سیکازم کے طور پر سمجھتے تھے۔

## نیو ڈاروینزم اور چلیائی تھی

### (Neo-Darwinism and Mutations)

ان مسئلے کا حل سمجھنے کے لیے ارتقاء سے ۱۹۳۰ء کی دہائی کے آخر میں، ایک نیا نظریہ  
 "ماڈرن سینتھٹک تھیوری (Modern Synthetic Theory)" سامنے آئے۔ اس نظریے کو عام  
 طور پر نیو ڈاروینزم بھی کہتے ہیں۔ تو (ارتقاء) میں "چلیائی تھی (Mutation)" کا اضافہ کیا، جس کے  
 مطابق زکوہ ارتقاء کے طور (Genes) پر اپنی اثرات کی وجہ سے بازا کا کار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً برنی  
 اثرات اشعاعی (Radiation) و چلیائی نسل میں غلطیوں کی وجہ۔ ان چلیائی تھی کی وہ مغربی تبدیلیوں کے  
 علاوہ "موافق تبدیلیوں کے سبب" بھی ہیں۔

آئی اے کے ماہر ارتقاء کا زکوہ سمجھتے ہیں، نیو ڈاروینزم ہے۔ اس نظریے کے مطابق زکوہ  
 پر ۱۹۳۰ء کے اردن کی تعداد میں زکوہ حقوق ایک نسل کا نتیجہ ہے۔ لیکن ان اسام کے سبب اور جینوں اور  
 مثلاً کان یا کھینس، پھیرا ہے اور پرانی کے نسل سے لڑے۔ یہ چلیائی اثرات ہیں۔ مگر یہاں ایک واضح  
 سائنسی حقیقت اس نظریے کو عملی طور پر لگا کر روٹی ہے کہ یہ نیو ڈاروینزم کی ترقی نہیں بلکہ اس کے برعکس  
 ہیں ان کو نقصان پہنچاتا ہے۔

ان کی مہارت سادہ ہے۔ الی ایسا اس کی مہارت بہت ہی پیچیدہ ہوتی ہے اور صرف بہت ترقیب  
 اثرات ہی ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ امریکا نام بیانیہ تھی ری رانگناتھن (H. G. Ranganathan)  
 اسے یوں بیان کرتا ہے۔

تھی کہ سب سے بہت ترقیب اور نقصان (و ہوتے ہیں۔ یہ بہت کم واقع ہوتے ہیں اور  
 اس وقت کا بہت زیادہ امکان ہے کہ یہ بہت زیادہ ہوں۔ تھی کی یہ چارہ نکات اسات



کرتی ہیں کہ جو کسی انسانی ترقی کی جانب۔ ہماری کہیں کرتا یہ سچے ترقی والوں  
 نیا الی انہم میں ایک سے ترقی ہوئی اور ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک  
 ترقی کی حالت میں سے ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک  
 یہ سچے ترقی ان کے لیے انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 ایک اور ترقی ہوئی ترقی ہوئی ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

یہ سچے ترقی ان کے لیے انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 ترقی کی حالت میں سے ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 ترقی کی حالت میں سے ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 ترقی کی حالت میں سے ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 ترقی کی حالت میں سے ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

## ریکارڈ (Fossil Record)

### درمیانی حالت کی نشانی کی عدم موجودگی

تقریباً ہر ایک کی جانب سے پیش کردہ اسی سے کافی واضح ثبوت دکھائی دیتا ہے کہ  
 تقریباً ہر ایک کے مطابق وہ انہوں (Species) ایک پیشرو (Predecessor) سے  
 میں آئی ہے۔ جبکہ ترقی میں موجود ایک نوع وقت آنے کے ساتھ ساتھ کی اور وقت میں تبدیل ہوئی۔  
 اور انسانی انواع ان طریقے سے وجود میں آئیں۔ تقریباً ہر ایک کے مطابق انہوں کی یہ ترقی انہوں سال سے  
 ہزاروں ہزاروں ہزاروں سال سے۔  
 اگر وہ تھا یہ وہ تو انہوں اور انہوں کی حالت پر تمام انواع کی ترقی ہوئی ہے جسے ہم ترقی کی ترقی  
 کے اس طریقے سے ترقی ہوئی ہے۔

مثالی کے طور پر ہماری کہیں ترقی میں انہوں اور انہوں کی ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

انہوں میں انہوں کی ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔  
 انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

انہوں میں انہوں کی ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

انہوں میں انہوں کی ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

انہوں میں انہوں کی ترقی ہوئی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔ انسان اور ایک ترقی ہے۔

## ڈارون کی امیدوں پر پانی کا پھرنا

اگرچہ انیسویں صدی کے وسط سے ارتقا پر سب سے زیادہ بحثیں ہوئی ہیں، تاہم ارتقا کے اصولوں کی ان تھکے تھکے باتوں سے، لیکن تا حال کوئی سوچیں دریافت نہیں ہوئی۔ تھکے تھکے باتوں کے باوجود، آج کے دنوں میں ارتقا کے بارے میں نیا نیا کھلنا شروع ہو رہا ہے۔

ایک مشہور ارتقائی ماہر ڈاکٹر (Paleontologist) ڈیک وی ایگر (Derek V. Ager) لکھتے ہیں کہ ارتقا کے بارے میں حقیقت کم ہی سمجھی جاتی ہے۔

ڈاکٹر ایگر، ان کا مطالعہ کرتے ہوئے، ارتقا کے بارے میں (Order) کی سطح پر دو باتوں کی بحث کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ ارتقا کیا ہے، اور دوسری یہ کہ ارتقا کیسے ہوتا ہے۔

ان کے مضمون میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ارتقا کے بارے میں ہماری معلومات کے مطابق ارتقا کی شرح اور حالات میں تبدیلی کی دوہانی حالت کے باوجود ظاہر ہوئی ہے۔ یہ ارتقا کے مطالعے کے لیے ایک نیا نیا موضوع ہے، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہا ہے۔ ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔ ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔

ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔ ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔

ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔ ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔

## انسانی ارتقا کا افسانہ

ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔ ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں، جو ارتقا کے بارے میں ہمیں کئی نئی باتیں بتا رہی ہیں۔

- (۱) ... (Australopithecus)
- (۲) ... (Homo habilis)
- (۳) ... (Homo erectus)
- (۴) ... (Homo sapiens)



ہو سکتی ہے اور انسانی ذہن کو بھرنا اچھا کام ہے۔

ڈاکٹر جان نے ایک "سائنس کا تصوراتی خاکہ (Spectrum of Science)" بھی بنا دیا۔ اس خاکے میں اس نے اپنے خیال کے مطابق علوم کے سائنس اور غیر سائنس بن کو کلام کو بھر کر جان کی اس تصویر کے مطابق سب سے زیادہ "سائنسی" علوم وہ ہیں جن کی بنیاد اصولوں تسلیم شدہ مواد پر ہے۔ جیسا کہ عمریات اور کیمیا۔ ان کے بعد میٹافزیکل سائنس کے علوم اور بعد میں سماجی علم آتے ہیں۔ اس تصویر کے آخر میں سب سے زیادہ غیر سائنسی علوم آتے ہیں جن میں علمی بحث بھی کی جانی ہو گی۔ لیکن وہ شامل ہیں۔ ان علوم کے آخر میں "انسانی دارک" کا نام راج کیا ہے۔ اگر جان اپنے ذہن کے اس خاکے سے

پتہ چلے گا تو یہی سائنسی کی لہر سے لڑتی ہوئی سائنس کے میدانوں کی جانب دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ اسے اس (Extraordinary Perception) یا انسانی صلاحیت کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن اسے اسے اس کے لیے ہر چیز کا وہی نہیں ہے۔ ہر چیز ایک ہی جہت سے دیکھی جاتی ہے۔ لیکن اس کے لیے ہر چیز ایک ہی وقت میں دیکھی جاتی ہے۔

انسانی ذہن کے اس خاکے کو کوئی تجزیہ یا تفسیر دینا سوائے دیگر ذہنوں کے ذہن سے ہونے والے ہونے چاہئے۔ انسانی ذہن کی بنیاد پر مشتمل چیزوں کے ذہن کی طرف دیکھنے ہوتے ہیں۔



ہو سکتی ہے اور انسانی ذہن کو بھرنا اچھا کام ہے۔ اس خاکے میں اس نے اپنے خیال کے مطابق علوم کے سائنس اور غیر سائنس بن کو کلام کو بھر کر جان کی اس تصویر کے مطابق سب سے زیادہ "سائنسی" علوم وہ ہیں جن کی بنیاد اصولوں تسلیم شدہ مواد پر ہے۔ جیسا کہ عمریات اور کیمیا۔ ان کے بعد میٹافزیکل سائنس کے علوم اور بعد میں سماجی علم آتے ہیں۔ اس تصویر کے آخر میں سب سے زیادہ غیر سائنسی علوم آتے ہیں جن میں علمی بحث بھی کی جانی ہو گی۔ لیکن وہ شامل ہیں۔ ان علوم کے آخر میں "انسانی دارک" کا نام راج کیا ہے۔ اگر جان اپنے ذہن کے اس خاکے سے پتہ چلے گا تو یہی سائنسی کی لہر سے لڑتی ہوئی سائنس کے میدانوں کی جانب دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ اسے اس (Extraordinary Perception) یا انسانی صلاحیت کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن اسے اس کے لیے ہر چیز کا وہی نہیں ہے۔ ہر چیز ایک ہی جہت سے دیکھی جاتی ہے۔ لیکن اس کے لیے ہر چیز ایک ہی وقت میں دیکھی جاتی ہے۔

## آنکھ اور کان کی ساخت کا کمال

نظر یہ درجہ آنکھ اور کان کی اجزاء قوت اور اس کے مضمون کے بارے میں داخل اجزاء ہیں۔  
 آنکھ کے مضمون کی طرف سے پہلے آئے ہم ہاتھ کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر کسی نے دیکھا  
 ہے تو کسی شے سے آنے والی روشنی کی شعاعیں پرورڈوئم (Purina) پرانی جاتی ہیں۔ یہاں روشنی کی یہ  
 شعاعیں ملیوں کے ذریعے برقی انکاروں میں تبدیل ہو کر انکھی جاتی ہیں اور یہ مادے کے عقب میں واقع  
 ایک گھومنے سے لپٹے پر لکھی جاتی ہیں۔ اسے مرکز بصارت کہتے ہیں۔ یہ برقی انکاروں سے مختلف طولوں سے گزر  
 کر اس مرکز میں ایک عکس کی صورت میں موصول ہوتے ہیں۔ اس تکلیفی کان مقررہ گھر رکھتے ہوئے  
 اپنے آپ کو گھومتے ہیں۔

واما مکمل طور پر روشنی سے جدا اور الگ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دامع کے اندرونی حصے میں  
 عمل تاریکی ہے۔ روشنی اس جگہ تک نہیں پاتی جہاں دامع واقع ہوتا ہے۔ وہ جگہ جسے مرکز بصارت کہتے  
 ہیں۔ ایک عمل طور پر تاریک جگہ ہوتی ہے۔ جہاں کسی جسم کی روشنی نہیں پہنچتی تھی کہ یہاں جگہوں سے کسی  
 تاریک ہوتی ہے۔ لیکن آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ مگر اس عمل تاریکی میں آپ ایک جگہ جانتی، انکاروں کا  
 مشاہدہ کرتے ہیں۔

آنکھ کے اندر بے شمار اس قدر واضح اور روشن ہوتا ہے کہ سوچیں صدیوں کی کائناتوں کی ایسا  
 عکس نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر اپنے ہاتھ میں موجود اس کتاب پر نظر ڈالیں اور پھر اس کتاب کو اپنے اوپر  
 نظر ڈالیں۔ کیا آپ نے اس میں واضح اور نمایاں عکس نہیں اور دیکھا ہے؟ جی نہیں کہ یہاں جگہ پر تاریکی  
 وچن مانے والے کسی ایسی روشنی تصور آپ کو مہیا نہیں کر سکتے۔ یہ ایک سر جنتی، آنکھیں اور روشن ترین عکس  
 ہے۔ یہ اس کی تعداد میں لکھنؤ کوئی سو سال سے زیادہ کی مدت سے ایسا روشنی عکس حاصل کرنے کی کوشش  
 کر رہے ہیں۔ اس منصوبہ کے لیے ۵۰ لاکھ روپوں کا خرچہ کیا گیا ہے۔ کافی تحقیق کی گئی، انکاروں اور  
 مخصوص جگہ کے عکس مگر کافی ہوئی۔ ایک بار پھر ایک ملی وچن کے چونسٹ، اور اپنے ہاتھوں میں کافی  
 ہوئی کتاب پر نظر ڈالیں۔ آپ دیکھیں گے کہ یہاں پر ایک بے انکار اور انکار ہے۔ مزید برآں ملی  
 وچن آپ کو ایک وہ جنتی عکس دکھاتا ہے، انکاروں کی مدد سے آپ ایک سر جنتی مقررہ گھر کا گروہی عکس  
 دکھا کر رہتے ہیں۔

کافی برسوں تک جہاں لکھنؤوں نے کوشش کی کہ ایک سر جنتی ملی وچن دکھائیں اور آنکھ کی  
 استعداد کو ایک جگہ تک نہیں۔ اس انکاروں نے ایک سر جنتی ملی وچن کا مقررہ گھر مقررہ گھروں کے مشابہ  
 کے لیے اس کا پیمانہ نہیں ہے۔ مزید برآں یہ صرف ایک معنوی سر جنتی ہے۔ اس کا کوئی مقررہ گھر ہے  
 اور جنتی مقررہ گھر کا اندازہ آسانی سے ہے۔ آج تک عکس نہیں ہو سکتا کہ آنکھ کی ایک روشنی اور مرکز بصارت  
 جاتی جگہ کے سرے اور ملی وچن دونوں میں عکس کی خصوصیات کی کمی پائی جاتی ہے۔

مقررہ گھر سے ملتی کرتے ہیں، کہ وہ عمل جہاں واضح اور مرکز عکس جگہ ہے۔ اسے اتفاق سے وہ گھر  
 میں آیا ہے۔ آپ کو کوئی آپ سے کہے کہ آپ کے گھر میں موجود ملی وچن اتفاق سے بن گیا، اور یہ  
 کہ اس کے بارے میں اتفاق سے ایک جگہ پر ہو گئے اور یہ عکس دکھائے جو کہ تصویر میں جاتی ہے تو آپ کیا  
 سمجھیں گے؟ اگر کسی کو وہ سب دکھا کر دیتے ہیں، جو جہاں لکھنؤوں کر سکتے؟

ایک آنکھ کی پستی نہ زیادہ وقتی کسی عکس دکھانے والی ایک عکس اگر اتفاق سے بن نہیں سکتی تو یہ  
 واضح ہے کہ ایک آنکھ اور اس آنکھ سے گھر آنے والا عکس بھی اتفاق سے نہیں دکھایا گیا۔ اس کی صورت میں  
 کان پر بھی مشابہ ہوتی ہے۔ یہ برقی کان دستیاب آواز پر انکاروں (Auricle) کی مدد سے منع کرتا ہے

اور ہمیں اندرونی کان کی جانب، وہ نہ کہہ کرے کہ کان کا اندرونی حصہ میں ارتعاشوں کو روکی اور وہیں میں سمجھنے کے دماغ میں کیجے کرنا ہے۔ بالکل آکر سمجھنا ممکن یہاں بھی وہی ہے۔ کامت کا عمل دماغ کے کم از کم کامت میں عمل ہو پاتا ہے۔

آکر بھی صورت حال، کان کے معاملے میں بھی ایک جیسی ہوتی ہے۔ جیسا کہ دماغ روٹنی سے پرانی طرح ایک وہی ہے۔ اسی طرح پتھر سے بھی ایک وہی ہے۔ یہ کسی قسم کی آواز اپنے اندر آئے نہیں پاتا۔ ان کے پاس جس قدر بھی شور، دماغ کے اندر عمل کا آواز ہی پائی جاتی ہے۔ تاہم کھانسی نرم، ڈاک اور لیلیٹ آواز میں بھی دماغ کے اندر محسوس ہو جاتی ہیں۔ آپ کے دماغ میں جو آوازوں سے عمل طور پر لینے دیتے ہیں، آپ ان آوازوں کے عالمی طور پر سنی سکتے ہیں، اور ایک پرانے حکم میں لکھا بھی سکتے ہیں۔ تاہم اگر کسی ایسا لے سے، آوازوں کی پوائنٹ کر سکتا ہو، آپ کے دماغ کے اندر لکھی گئی ہو جائے تو وہاں پر عمل کا کوئی ہی شے کی۔

شور کی طرح آواز کے عمل میں بھی یہاں سمت کی گئی اصل آواز کی مانند آواز میں دو بار دہرائی جاتی ہے۔ ان کاوشوں کا نتیجہ آواز کو لا کرنے والی مشینوں (Sound Recorders) کی ذیلی طاقی گلابوں اور ان گلابوں کی صورت میں سامنے آتا، جو صوتی گروں یا آوازوں کو محسوس کر سکتے ہوں۔ یہ آواز کوئی اور جگہوں اور کھجڑوں اور ہرین کی جگہ روزگت اور خوش کے ہاں ہر وہی کوئی آواز دہرائے ہے۔ لیکن آواز کے ہر ایک صاف اور واضح ہو جیسی کان محسوس کرتے ہیں۔ صوتی کی صورت میں سب سے ذی کفلی کے ہائے آواز سے آواز کی تیز پائی فانی تمام کا تصور کریں، لیکن ان میں بھی اگر آواز کو کوئی پائے تو اس کا پھر تصور کیا ہو پاتا ہے۔ یہ وہی آپ ایک ذیلی فانی تمام کو پھانسا شروع کریں تو آپ جیسے موسیقی شروع ہونے سے لگی ایک ہی ہی کی آواز میں کے لیکن وہ آواز میں ہر وہی جیسی ہی ہے۔ اسی سے ہی اور صاف اور واضح ہوتی ہیں۔ ایک انسانی کان بھی بھی ہی کی آواز پانچ فانی شو، کو کہہ نہیں کرتا، جیسا کہ ایک ذیلی فانی تمام انسانی آواز کو پنے ہی جگہ ہے، جیسا کہ وہ آواز ہوتی ہے، واضح اور صاف۔ اور اسی آواز کی تخلیق کے وقت سے آواز پائی ہے۔

تو حال انسان کا آواز کوئی بنا رہتی یا جاتی آواز میں، تاہم اس اور کاما ہے جس جگہ انسانی آواز اور کان حیاتی مخلوقات کا آواز کرتے ہیں۔

ہر صورت، جوں تک، لیکن اس لئے کا حصول ہے اس میں ایک بہت ہی حقیقت ہے۔

## دماغ کے اندر دیکھنے اور سنینے والے شعور کا تعلق کس سے ہے؟

ہو کان سے ہر اپنے دماغ میں ایک اول سو لینے والی دیا دیکھا ہے، صوتی اور یہ دونوں کی جگہ بہت جگہ ہے، اور گلاب کی کھوشبو دیکھا ہے!

ایک انسان میں اس کی آگھوں، گلابوں اور ناک سے آئے والی تمام ایک (Stimulations) دماغ کی جانب، ذیلی کیمیائی جسمی آثاروں کی صورت میں ستر کرتی ہیں، یہ آپ حیاتیات، علم الاجتماع اور حیاتی کیمیا کی کتابوں میں بہت ساری جگہ پتہ لگے ہیں کہ کس طرح دماغ میں یہ ناک کے پتے ہیں۔ پھر آپ اس مضمون کی سب سے اہم حقیقت کی تہ تک بھی نہ گئی پائیں گے کہ وہاں سے جو ان ذیلی کیمیائی جسمی آثاروں کو تصور میں آوازوں، گلابوں، پتوں، پائوں یا اس سے شکل رکھنے والے افعال کا دماغ کے اندر آواز کرتا ہے، وہ دماغ کے ہر ایک شعور موجود ہے، جوں سب کا اندر کان اور ناک کی صورت کا محسوس کیے بغیر آواز کرتا ہے، اس شعور کا حصول اس سے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شعور کا حصول مضمون

پڑتی کی جہاں (Fat layers) اور جسمانی (Neurms) کے ساتھ انہیں سے دماغ کی تھیلی  
 ہوتی ہے۔ اس پر سے اربوں ہارون پرست گزرتی ہیں کہ ہر سچ ہمارے ہستی ہے ان سہولوں کا  
 کوئی سنگڑا نہ سکتے۔

ان سہولوں کی بہت زیادہ دماغ ہے، ان کے ہارون سے آٹھ انچوں کی جہاں ہے جس کی مدد  
 سے کھانے کی سہولتوں کی ان کے ہارون میں سگڑے حیرتوں کو اسے ایک دماغ کی سہولت ہے  
 ان کی مدد سے سگڑے۔

ان سہولوں کو اس کا قائل ہے اور اس کی حقیقت کا سچا ہر کرتا ہے، اسے سگڑے ہر سہولت کے ہارون  
 میں سگڑے ہارون سے اسے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ایک گزرتی ہے، ایک سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے۔

### ہارون پرست عقیدہ

ایک سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 کے ساتھ سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 کرتے ہیں کہ ان سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون ہے، کہ سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 والی عقیدہ کو سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے

ان کی سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ایک سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے

ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ایک ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے

ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے

ان سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے  
 ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے سگڑے ہارون سے

کرہاؤں کی تعداد میں زکوٰۃ انواع مختلفہ سے چھپایاں اور اسے دیکھتے، کپڑے کھانے، اٹھانے، پھول، آتش چھپایاں اور انسان و جانور کے مٹا دیتی ہوتی ہوتی، اگر کسی چیز میں وہ لپروہ کے ہاں ہی تو کھانے کے ذریعے غیر ہمارا ہمارے سے وجود میں آئے۔ یہ بات ضابطہ التذکار اور ساکنوں و انہوں سے متصادم ہے۔ اس کے باوجود اگر وہیت پرست اس کا دفاع جاری رکھے تو نے جن کہ ”سو ہم کسی ایسا ہی تصور کو سمجھانے کی اجازت نہیں دیا گئے“

کوئی بھی آدمی جو زکوٰۃ عبادت کی ابتداء اور کھانی حسب سے نہ دیکھتا ہو، اس جتنی چاہتی ہو کہ کھانے کا سرکاری زکوٰۃ تعلق ایک مٹاؤ کی کارنگاری ہے، جو کھانے سے ہے، حکیم ہے، اور کل کا علم رکھتا ہے۔ یہ مٹاؤ خدا ہے جس نے ساری کائنات عدم سے پیدا کی، اس کا کائنات کو اس کی عقل ترین جزئیات کے ساتھ کامل بنایا، اور ساری زکوٰۃ مخلوق کی دولت و وسعت و وسعت و وسعت کی۔

قَالُوا سَتَجِدُنَا لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

”انہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا

ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے، شک تو وہاں (اور) سکوت والا ہے۔“

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۸)



# NOTES

1. <http://www.gsa.gov/dsp/geographical.html>, Taken from Dig Map Referred by Post by 16. Hagen Ross, 1995, Referred To Different, Pasadena, CA.
2. Carolyn Stearns, Robert Gardner, Samuel F. Howe, *General Science: Allen and Bacon Inc.*, Boston, Massachusetts, 1953, p. 118-222.
3. <http://country.millers.org/Book1.htm> - *Atmosphere: Response: Issues 111.html*
4. Carolyn Stearns, Robert Gardner, Samuel F. Howe, *General Science: Allen and Bacon Inc.*, Boston, Massachusetts, 1953, p. 311.
5. <http://webhost.gd-net.com/gov/wisconsinpp/bsa041998.html>
6. Carolyn Stearns, Robert Gardner, Samuel F. Howe, *General Science, Allen and Bacon Inc.*, Massachusetts, 1953, p. 201.
7. *Journal Geographic Society, Frontiers of Science*, Washington D.C., 1978, p.22-33.
8. <http://www.2think.org/bsa041998.html>, *Homeing Essay - Washington: The Science of Empty Space*, p. 203.
9. Arthur, Richard A., John C. Case, Edward B. Frost, and Hans A. Panofsky, 1961, *The Atmosphere*, 1 edition, Columbia, Charles E. Merrill Publishing Company, p. 246,269, Millers, Albert and Jack C. Thompson, 1977, *Elements of Meteorology*, 2 edition, Columbia, Charles E. Merrill Publishing Company, p. 141.
10. Arthur, Richard A., John C. Case, Edward B. Frost, and Hans A. Panofsky, 1961, *The Atmosphere*, p. 246, Millers, Albert and Jack C. Thompson, 1977, *Elements of Meteorology*, p. 141-142.
11. Davis, Richard A., Jr. 1872, *Principles of Geomorphology*, New York, Oxford, Addison-Wesley Publishing, p. 92-93.
12. Erik, Denby, and John Farneth, 1991, *Oxford*, London, Macmillan (Hardy Publishers).
13. Davis, H. Warren, 1991, *Geomorphology: A Guide to Earth's Surface*, 4 edition, Englewood Cliffs, Prentice-Hall Inc., p. 265.
14. Denby, Erik W., David D. Stephens, and Philip Tom, 1996, *Essentials of Anatomy & Physiology*, 2 edition, St. Louis, Mosby-Year Book Inc., p. 211, Netback, Charles E., W. L. Cummings, and R. J. Dummer, 1991, *The Human Nervous System, Introduction and Review*, 4 edition, Philadelphia, Lea & Febiger, p.410-411.
15. Denby, Erik W., David D. Stephens, and Philip Tom, 1996, *Essentials of Anatomy & Physiology*, 2 edition, St. Louis, Mosby-Year Book Inc., p. 211.
16. Moore, Keith L., J. Marshall Johnson, J. V. N. Farnard, Gerald C. Gossman, Abdul-Muhsen A. Zaidani, and Mustafa A. Nayfeh, 1992, *Human Development as Described in the Quran and Islamic Market*, *Commission on Scientific Issues of the Q'uran and Sunnah*, p. 39.
17. Moore, *Developing Human*, 8 edition, 1998.
18. Williams F. Hale, *Human Embryology*, 3 edition, 1934, p. 64.
19. Kay D. Rowell, *Design in Infant Nutrition*, <http://www.3c.org/infant/ing-214.html>
20. Warren Treadgold, *A History of the Byzantine State and Society*, Stanford University Press, 1997, p. 287-299.
21. Warren Treadgold, *A History of the Byzantine State and Society*, Stanford University Press, 1997, p. 287-299.
22. Walter Weyersbach, *Agripropheten bewelkten als auch K.K. Hof-Meister in Wien*, (Vol. 1, C. H. Weyersbach'sche Buchhandlung).
23. Hermann Baake, *Die Agripropheten-Personenregister, Terminologie des Theaters*, Verlag Nr. 2.7, Augsburg in Gieseler'sch, Band 1, 1935, Band II, 1932.
24. Jeffrey Post, *Clara Feltz, Molecular Evolution, and The Origin of Life*, New York, Harrod Haller, 1977, p. 2.

25. Alexander L. Ogden, *Origin of Life*, (1864) New York, Dover Publications, 1955 (Reprint), p. 130.
26. "New Evidence on Evolution of Early Atmosphere and Life", *Bulletin of the National Meteorological Society*, Vol 61, November 1982, p. 1126-1129.
27. Stanley Miller, *Molecular Evolution of Life: Current Status of the Problem: Symposium of Israel Mediation*, 1986, p. 7.
28. *Suffry State, Earth*, February 1998, p. 40.
29. Louis E. Orgel, "The Origin of Life on Earth", *Scientific American*, Vol 271, October 1994, n. 74.
30. Charles Darwin, *The Origin of Species: A Facsimile of the First Edition*, Harvard University Press, 1964, p. 140.
31. Charles Darwin, *The Origin of Species: A Facsimile of the First Edition*, Harvard University Press, 1964, p. 284.
32. H. H. Ruggenhorst, *Darwin's Fossilization: The Biggest 100 Truths*, 1988.
33. Charles Darwin, *The Origin of Species: A Facsimile of the First Edition*, Harvard University Press, 1964, p. 179.
34. David A. Agal, "The Nature of the Fossil Record", *Proceedings of the British Geological Association*, vol 47, 1976, p. 511.
35. Douglas E. Peterson, *Science on Trial*, New York, Praeger Books, 1993, p. 147.
36. Sally Zuckerman, *Beyond The Ivory Tower*, New York, Taplinger Publications, 1979, n. 75-84; Charles E. Oxnard, "The Place of Autotrophs in Human Evolution: *Gracilis to Denis*", *Nature*, C18 298, p. 109.
37. J. Rennie, "Darwin's Curved Billings: *Avicula Mayi*", *Scientific American*, December 1952.
38. Alvin Woollar, *Science*, vol. 207, 1986, p. 1102; A. J. Keller, *Physical Anthropology* (ed. ed), New York: J. B. Lippincott Co., 1976, p. 321; M. D. Loucky, *Oldworld Gorilla*, vol. 1, Cambridge: Cambridge University Press, 1971, p. 272.
39. *Time*, November 1996.
40. S. J. Gould, *Natural History*, vol. 85, 1976, p. 50.
41. Sally Zuckerman, *Beyond The Ivory Tower*, New York: Taplinger Publications, 1979, p. 24.
42. Richard Leakey, "The Unraveling World", *The New York Review of Books*, 8 January 1987, p. 28.